تعمیرِ حیات

پندرہ روزہ — لکھنؤ

تاریخ ارض حرم

اسلام کی ابتدائی تاریخ کا حرف حرف اسی عرب اور حرم پاک کے ذرہ ذرہ سے مرتب ہوا ہے، آدمؑ سے لے کر ابراہیمؑ تک اور ابراہیمؑ سے لے کر محمد رسول اللہ ﷺ تک جو کچھ ہوا ہے اس کا تمام تر تعلق ارض حرم کے کوہ و صحرا اور در و دیوار سے ہے، یہیں حضرت آدمؑ نے سکونت کی اور عرش کے سایہ میں خدا کا گھر بنایا، یہیں حواؑ نے آکر ان سے ملاقات کی، یہیں نوحؑ کی کشتی نے آکر دم لیا، حضرت ہودؑ اور حضرت صالحؑ نے یہاں پناہ لی، محمد رسول اللہ ﷺ نے یہیں ولادت پائی، یہیں وہ پہاڑی ہے (صفا) جہاں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ اپنے گدھے چھوڑ کر اترے، یہیں وہ دوسری پہاڑی ہے (مروہ) جس پر باپ نے بیٹے کی قربانی کرنی چاہی، یہیں وہ چشمہ ہے (زمزم) جو حضرت ہاجرہؑ کو پیاس کے عالم میں نظر آیا، یہیں وہ خانہ کعبہ ہے جس کی چہار دیواری کو ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام نے بلند کیا، یہیں وہ مقام ہے جہاں کھڑے ہو کر انہوں نے خدا کے آگے سر جھکائے، اسی کے قریب منیٰ، مشعر حرام اور عرفات ہیں جو شعائر اللہ ہیں، یہیں وہ پتھر (حجر اسود) ہے جو ابراہیمؑ و اسماعیلؑ اور محمد رسول اللہ ﷺ کے مقدس ہاتھوں سے مس ہوا، یہی وہ سرزمین ہے جہاں وہ گلیاں اور راستے ہیں جو جبریل امین کی گزرگاہ تھے، یہیں وہ غار حرا ہے جس سے قرآن کی پہلی کرن پھوٹی تھی، یہی وہ صحن حرم ہے جس میں محمد رسول اللہ ﷺ نے ترپن برس بسر کیے اور یہی وہ مقام ہے جہاں براق کے قدم پڑے تھے اور یہی وہ مکانات ہیں جن کی ایک ایک اینٹ اسلام کی تاریخ کا ایک ایک صفحہ ہے۔

ان مقامات اور مناظر میں کسی زائر کا قدم پہنچتا ہے تو اس کے ادب کی آنکھیں نیچی ہو جاتی ہیں، اس کی عقیدت کا سر جھک جاتا ہے، اس کے ایمان کا خون جوش مارنے لگتا ہے، اس کے جذبات کا سمندر متلاطم ہو جاتا ہے، جگہ جگہ اس کی پیشانی زمین سے لگتی جاتی ہے اور محبت کی روح اس کی رگ رگ اور ریشہ ریشہ میں تڑپنے لگتی ہے، جدھر نظر ڈالتا ہے دل دھڑکتا ہے، آنکھیں اشکبار ہوتی ہیں اور زبان تسبیح و تہلیل میں مصروف ہو جاتی ہے اور یہی وہ لذت اور لطف ہے جو ایمان تازہ، عقیدت کو مضبوط اور شعائر اللہ کی محبت کو زندہ کرتا ہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی

Postal Regd. No. LW/NP/63/2009TO2011
R. N. I. No. UP. Urd/2001/6071
Vol. No. 48 Issue No.20
Fortnightly
TAMEER-E-HAYAT
Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-07
Ph. Off. : 0522-2740406
Fax : 0522-2741221
E-mail : nadwa@sanchar...
25 September

Mobile: 09415786548
Mohd. Akram Jewellers
محمد اکرم جویلرس
Phone: Shop. 0522-2274...
® 0522-26167...
Near Odeon Cinema, Lucknow

New
Ph: 2266786
Sana Jewellers
ثنا جویلرس
Riyaz Ahmad
Ghayas Ahmad
۳۰۱/۱۷ سرائے بانس، اکبری گیٹ، چوک لکھنؤ-۳
301/17, Srai Bans
Akbari Gate, Chowk, Lucknow-3

مینوفیکچررس
ٹیرس اوننگ ۔ ونڈو اوننگ = ڈوم اوننگ
فکس اوننگ ۔ لان اوننگ ۔ ڈیموڈینٹ
مل کراسنگ گوری بازار ۔ سروجنی نگر کانپور روڈ ۔ لکھنؤ
Tel : 0522-2817580 - 9335236026 - 9839095795

Md. Aslam : 9415002532
9335628375
Md. Imran : 9838122052
Md. Rehan : 786737094
Shop : 2613736 - 4048340
Res.: 2226177
Akbari Gate : 2268845
سونے چاندی کی دنیا میں ۵۷ سالہ دیرینہ نام
حاجی صفی اللہ جویلرس
ہمارا نیا شوروم
گڑبڑ جھالہ کے سامنے امین آباد لکھنؤ
Branch : Nagina Market, Akbari Gate Lko. Mobile : 9839654567 - 9335913718
HAJI SAFIULLAH JEWELLERS
Opp: Gadbad Jhala Aminabad, Lucknow-18

لکھنؤ کے قدیم مشہور و معروف صندل سے تیار کردہ
IZHARSON PERFUMERS

Editor Shamsul Haq Nadwi, Printed & Published by Athar Husain
On behalf Majlis-e-Sahafat-wa-Nashriyat at Azad Printing Press Mahboob Building Nazirabad, Lko. Ph: 9415100085

پندرہ روزہ
تعمیر حیات
لکھنؤ

جلد نمبر ۴۸ | ۱۰ر اکتوبر ۲۰۱۱ء مطابق ۱۱ر ذیقعدہ ۱۴۳۲ھ | شمارہ نمبر ۲۳

زیر سرپرستی
حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
(ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

مولانا مفتی محمد ظہور ندوی
(نائب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

زیر نگرانی
مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی
(ناظر عام ندوۃ العلماء لکھنؤ)

مدیر مسئول
شمس الحق ندوی

نائب مدیر
محمود حسن حسنی ندوی

مجلس مشاورت
• مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی • مولانا خالد ندوی غازی پوری
• امین الدین شجاع الدین

اس شمارے میں

شعر و ادب
یادِ مکہ مکرمہ — مولانا بدر عالم صدیقیؒ

اداریہ
عشق کی ابتدا عجب عشق کی انتہا عجب — شمس الحق ندوی — ٣

ملت براہیمی
حج اور قربانی کی حقیقت — علامہ سید سلیمان ندویؒ — ٥

کعبۂ مقصود
حج - احکام و مسائل اور آداب — حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی — ٧

خدمت خلق
دل بدست آور کہ حج اکبرست — حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ — ١٢

مقاصد حج
سفر حج اور سفر آخرت — امام غزالی علیہ الرحمہ — ١٣

عصر حاضر
دعوت اسلامی - منظم طریقۂ کار کی ضرورت — مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی — ١٨

سراغ زندگی
طلبائے مدارس سے چند باتیں — مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی — ٢١

جذب دروں
طواف بیت اللہ — عابد حسین — ٢٦

فقہ و فتویٰ
سوال و جواب — مفتی محمد ظفر عالم ندوی — ٢٧

خبر و نظر
عالم اسلام — جاوید اختر ندوی — ٢٨

کاروان علم و دعوت
اطمینان قلب سب سے بڑی دولت — محمود حسن حسنی ندوی — ٢٩

اپیل
اہل خیر حضرات سے — ٣٢

ترسیل زر اور خط و کتابت کا پتہ
Tameer-e-Hayat
Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-226007
E-mail: nadwa@sancharnet.in, Ph: (0522) 2740406
مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

سالانہ زر تعاون -/250 | فی شمارہ -/12 | ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ممالک کے لئے -/50$ ڈالر

ڈرافٹ منیجر تعمیر حیات کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات ندوۃ العلماء لکھنؤ کے پتہ پر روانہ کریں۔ [illegible] All CBS Payable Multicity Cheques [illegible]

آپ کے خریداری نمبر کے پیچھے اگر کالی لکیر ہے تو سمجھئے کہ آپ کا زر تعاون ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا جلدی زر تعاون ارسال کریں اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں [illegible] (منیجر تعمیر حیات)

پرنٹر پبلشر اطہر حسین نے آزاد پرنٹنگ پریس، نظیر آباد، لکھنؤ سے طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت و نشریات ٹیگور مارگ، بادشاہ باغ لکھنؤ سے شائع کیا۔

FLATS AVAILABLE FOR SALE

2/3 BEDROOM FLATS

BOOKING OPEN

PROMOTED BY:
F. M. BUILDERS
& ASSOCIATES.

COMMON FACILITIES:
GYMNASIUM, COMMUNITY HALL, GAME ROOM.
100% CAR PARKING & SUFFICIENT 2 WHEELER PARKING.

CENTRALLY LOCATED AT MAHANAGAR, LUCKNOW.
CONTACT NO. : 09415109522, 09415023694

شعر وادب

یادِ مکہ مکرمہ

مولانا بدر عالم مدنی

مجھے فرصت میں رہ کر پھر وہ مکہ یاد آتا ہے — وہ زم زم یاد آتا ہے وہ کعبہ یاد آتا ہے
جہاں جاکر میں سر رکھتا جہاں میں ہاتھ پھیلاتا — وہ چوکھٹ یاد آتی ہے وہ پردہ یاد آتا ہے
کبھی وہ دوڑ کر چلنا کبھی رک رک کے رہ جانا — وہ چلنا یاد آتا ہے وہ نقشہ یاد آتا ہے
کبھی وحشت میں آکر پھر صفا پر جاکے چڑھ جانا — وہ مسعیٰ یاد آتا ہے وہ مروہ یاد آتا ہے
کبھی پھر ان سے ہٹ کر دیکھنا کعبہ کو حسرت سے — وہ حسرت یاد آتی ہے وہ کعبہ یاد آتا ہے
کبھی جانا منیٰ کو اور کبھی میدان عرفہ کو — وہ مجمع یاد آتا ہے وہ صحرا یاد آتا ہے
وہ پتھر مارنا شیطان کو تکبیر پڑھ پڑھ کر — وہ غوغا یاد آتا ہے وہ سودا یاد آتا ہے
منیٰ میں لوٹ کر کے پھر وہ دنبہ کو ذبح کرنا — وہ سنت یاد آتی ہے وہ فدیہ یاد آتا ہے
وہ رخصت ہو کے میرا دیکھنا کعبہ کو مڑ مڑ کر — وہ منظر یاد آتا ہے وہ جلوہ یاد آتا ہے
مرا مکہ بھی طیبہ ہے نہیں معلوم کچھ مجھ کو — کہ مکہ یاد آتا ہے کہ طیبہ یاد آتا ہے

نگاہ شوق جب اٹھتی ہے رب البیت کی جانب
نہ کعبہ یاد آتا ہے نہ مکہ یاد آتا ہے

☆☆☆☆☆

اداریہ

عشق کی ابتدا عجب عشق کی انتہا عجب

شمس الحق ندوی

کہتے ہیں کہ قیس عشق لیلیٰ میں ایسا کھویا ہوا اور گم رہتا تھا کہ اس کو کسی اور چیز کا احساس نہیں ہوتا تھا، دیوانوں کی سی کیفیت تھی، لیلیٰ کی بستی کے آنے والے کتے تک سے پیار کرتا تھا، کہ یہ لیلیٰ کی گلیوں سے گذر کر آرہا ہے، لیلیٰ کی بستی میں پہونچ جاتا تو در و دیوار کو پکڑ پکڑ کر چومتا، وہاں کی ہر شئے میں اس کو لیلیٰ ہی نظر آتی، اس کی یہ فریفتگی آج تک ضرب المثل ہے اور منتہائے عشق بنی ہوئی ہے۔

فرہاد نے شیریں کی خاطر پہاڑ کو کاٹ کر اس کے محل میں نہر جاری کرنے کی کوشش کی، اسی اثنا میں اس کو کسی نے شیریں کے انتقال کی فرضی خبر سنائی، تو اسے تحقیق کی بھی تاب نہ رہی اور اسی کدال سے اپنا سر پھوڑ کر دم توڑ دیا کہ شیریں نہیں تو زندگی میں مزہ کیا؟!

عشق کے یہ دو ایسے قصے ہیں جو برسہا برس سے زبان زد عام و خاص ہیں، کوئی نئی مثال اب تک ان کی جگہ نہیں لے سکی، مادی معشوقوں اور مادی عاشقوں کی یہ داستان غم بھلائی نہیں جاتی، جب کوئی دل چوٹ کھاتا ہے، تو انہیں سے تشبیہ دے کر اپنے انتہائی رنج و غم کی نشاندہی کرتا ہے، حالانکہ اس سے بہت پہلے سے دنیا یہ دیکھ رہی ہے کہ آب و خاک سے بنی ہوئی ایک عمارت کی طرف جو در معشوق نہیں بلکہ جلوہ گاہ معشوق ہے، مخلوق کس طرح ٹوٹی پڑتی ہے، محبوب و عزیز ترین چیزوں کو چھوڑ کر حتی کہ مال و اولاد، دار و دیار سب کچھ چھوڑ کر، تج کر پیدل و سواریوں پر، ہواؤں میں اڑ اڑ کر، سمندروں کے سینوں کو چیر چیر کر بڑے والہانہ اور فریفتگی کے عالم میں ایک دو کی نہیں، سو پچاس اور ہزار کی بھی نہیں، بلکہ کئی کئی لاکھ کی تعداد میں روانہ ہو جاتی ہے، مرد بھی عورتیں بھی، بوڑھے بھی جوان بھی، امیر بھی غریب بھی، شاہ بھی گدا بھی، کیسا دیدنی منظر ہوتا ہے جیسے جیسے وہ دیار حبیب کے قریب ہوتے جاتے ہیں، ان کی ایک ایک ادا نرالی اور انوکھا روپ اختیار کرتی جاتی ہے، حتی کہ صرف ایک چادر و لنگی میں ملبوس ہو کر محبوب کی بارگاہ میں حاضری کا جو آخری منظر کفن پوشی کا ہوتا ہے، وہ منظر پیش کرتے ہیں اور بہ زبان حال عرض کرتے ہیں ؎

ہمارے پاس ہے کیا جو فدا کریں تجھ پر
مگر یہ زندگی مستعار رکھتے ہیں

اسی حالت میں مستانہ وار "لبیك اللّٰھم لبیك لاشریك لك لبیك" (میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں) کا نعرہ لگاتے ہوئے، روتے اور چلاتے ہوئے نالہ و فریاد کرتے ہوئے دربار عالی میں حاضر ہوتے ہیں۔

چشم پرنم، دل پریشاں، آرزوئیں بیقرار، عشق مجسم، سراپا تصویر درد بنے ہوئے، کوئی ادنیٰ تغافل و چھیڑ چھاڑ بھی بار خاطر ہے، خیال یار میں گم ہیں، تڑپ تڑپ اٹھتے ہیں، آنسوؤں کے ساتھ چیخیں بھی بے اختیار نکل پڑتی ہیں ؎

نالہ کر لینے دیں للہ نہ چھیڑیں احباب
ضبط کرتا ہوں تو تکلیف سوا ہوتی ہے

محبوب حقیقی مسرور و خوش ہو کر فرشتوں سے فرما رہا ہے: میرے گھر کے مشتاقوں کو دیکھو، میری طرف بکھرے ہوئے بالوں اور گرد و غبار کی حالت میں آئے ہوئے ہیں۔ ؎

جگر میں ٹیس دل میں درد لب پہ آہ و نالے ہیں

ہر طرف سے کھینچ کھنچا کر، پہاڑوں کو پھاند کر، سمندروں کو چیر کر، زمین کو سمیٹ کر، بلد امین میں آجمع ہوئے ہیں، گلی کوچوں میں، سڑکوں بازاروں میں، خیموں میں محلوں میں، بس جہاں دیکھو وہی ہیں، رات ہو کہ دن ہو جب دیکھو اپنے رب کی تجلی گاہ خانہ کعبہ کے گرد چکر لگا رہے ہیں، پردہ ہاتھ میں آگیا تو لپٹ لپٹ کر رو رہے ہیں جیسے دامن یار ہاتھ میں آگیا ہو، کھینچا تانی تک کی نوبت آپہونچی ہے، چھوڑنے کا جی نہیں چاہتا، چلا اٹھتے ہیں ؎

اے ناتوان عشق تجھے حسن کی قسم
دامن کو یوں پکڑ کہ چھڑا یا نہ جا سکے

کوئی کچھ چھیڑے اور کہے تو معذرت کرتے ہوئے اپنا حال زاریوں بیان کرتے جاتے ہیں ؎

نہ آنکھوں سے لگتی جھڑی آنسوؤں کی
جو غم کی گھٹا دل پہ چھائی نہ ہوتی

یہ سب ہوہی رہا تھا کہ معشوق ازلی کے چشم ابرو کا اشارہ پاکر اپنی مجنونانہ شان کے ساتھ نکلے اور بھاگے بھاگے مزدلفہ جا پہونچے، ابھی دم بھی نہ لینے پائے تھے کہ درد دل نے کسی اور سمت کو ڈھکیلنا اور کھینچنا شروع کیا، عاشق کی سب سے بہترین ادا اور عشق کا مظہر نماز جس کو محبوب سب سے زیادہ پسند کرتا ہے، اس کو وہ آج ایک وقت میں دو ملا کر پڑھیں گے، ظہر و عصر ساتھ ادا ہوں گی اور رخت سفر باندھ لیا جائے گا، عین سفر کی حالت میں رات کی تاریکی آگھیرے گی، سورج اپنی کرنوں کو سمیٹ کر نماز مغرب کا اعلان کر چکا ہوگا، مگر نماز کیوں کر ادا کریں جب کہ منزل پر پہونچنے سے قبل کہیں ٹھہرنے کی اجازت نہیں ہے، جب رات کی سیاہی پوری طرح چھا چکی ہوتی، عشاق کے یہ قافلے اپنی منزل کو پہونچیں گے اور محبوب کی یاد میں کروٹیں بدل بدل کر رات گزاریں گے ؎

ایک جا رہتے نہیں عاشق بدنام کہیں
دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں

جس کے دل میں کچھ چوٹ ہو، کوئی زخم لگا ہو، دیوانگی سے کبھی سابقہ پڑا ہو، وہی اس کی حقیقت کو سمجھ سکتا ہے اور اس کا مزہ لے سکتا ہے۔

ابھی کیا ہو رہا تھا، اب کیا ہو رہا ہے، بیتابانہ صفا و مروہ پر دوڑ رہے ہیں، دوڑ کے گئے صفا پر چڑھے، پھر بھاگتے ہوئے مروہ پر آگئے، ایک دو نہیں سات سات چکر اسی عاشقانہ ادا کے ساتھ لگائے جا رہے ہیں، پھر دیکھئے غصہ میں بھرے ہوئے عاشق و معشوق کے درمیان حائل ہونے والے بہکانے اور وسوسہ ڈالنے والے شیطان کو کس طرح کنکریاں مار رہے ہیں، اس کو ذلیل و رسوا کر رہے ہیں، تیری مجال کہ تو عشق کی بھڑکتی ہوئی آنچ کو اپنے مکر و فریب سے بجھا سکے، مستی کا عالم طاری ہے، معشوق کا ڈر نہ ہوتا، اس کے ناراض ہونے اور حکم کی خلاف ورزی کا خطرہ نہ ہوتا تو کتنے اپنی جانوں تک کو قربان کر دیتے، اس مدہوشی کے عالم میں بھی اتنا ہوش ہے کہ ان کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہو۔

جذبۂ بے تابی کو تسکین کی خاطر اتنی اجازت مل گئی کہ اگر تم جاں نثاری کا مظاہرہ کرنا چاہتے ہو تو میرے نام پر جانوروں کی گردنوں پر چھری جلاؤ، وہ دیکھئے آن کی آن میں ہزاروں کی تعداد میں، بلکہ لاکھوں کی تعداد میں زمین پر پڑے ہوئے جانور نظر آ رہے ہیں، خون کی نہریں جاری ہیں، گردنوں پر چھریاں پھیری جا رہی ہیں، کب مجنوں و فرہاد نے یہ ادا دیکھی ہوگی، کوئی کہہ سکتا ہے کہ چشم فلک نے عشق و محبت کی ایسی ادا کہیں اور دیکھی ہے، تاریخ نے کوئی ایسا واقعہ ریکارڈ کیا ہے، میلے اور بھیڑ بھاڑ کے مناظر شاید نظر آجائیں، مگر یہ ادائے عاشقانہ کہاں کسی نے دیکھی ہوگی، ہاں! جو کچھ ہے اور یہ سب کچھ یوں ہی نہیں ہو رہا ہے ضرور کوئی جلوہ گر ہے، ہو نہ ہو کسی کی دلبرانہ ادا کار فرما ہے کہ ؎

گاہے بحیلہ می برد گاہے بزور می کشد
عشق کی ابتدا عجب عشق کی انتہا عجب

یہاں سے فارغ ہوں گے، اسی نبی امی محسن انسانیت کے در دولت پر حاضری دیں گے، جس نے عشق کی یہ آگ لگائی ہے، بھانت بھانت کے لوگ ہوں گے، کالے، گورے، عربی، عجمی بھی ہوں گے، درود و سلام سے فضا اس طرح گونج اٹھے گی ؎

کوئی عربی کوئی عجمی کوئی حبشی کوئی قرنی
یہ آتش غم کس کس کو لگی سرکار دوعالم صلِّ علیٰ

حب رسول کی عطر بیز ہوائیں ان کے مشام جاں کو معطر کر رہی ہیں اور محبت میں ڈوب کر کہہ رہے ہیں ؎

باد نسیم آج بہت مشک بار ہے
شاید ہوا کے رخ پہ کھلی زلف یار ہے

☆☆☆☆☆

ملت براھیمی

حج اور قربانی کی حقیقت

علامہ سید سلیمان ندویؒ

حج در حقیقت خدا کے سامنے اس سرزمین میں حاضر ہو کر، جہاں اکثر نبیوں، رسولوں اور برگزیدہ بندوں نے حاضر ہو کر اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا اعتراف کیا، اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا عہد و قرار ہے اور ان مقامات میں کھڑے ہو کر، اور چل کر خدا کی بارگاہ میں اپنی سیہ کاریوں سے توبہ کرنا اور اپنے روٹھے ہوئے مولیٰ کو منانا ہے تا کہ وہ ہماری طرف پھر رجوع ہو، کہ وہ اپنے تائب گنہگاروں کی طرف رجوع ہونے کے لئے ہر وقت تیار ہے، وہ رحم و کرم، لطف و عنایت کا بحر بیکراں ہے۔

یہی سبب ہے کہ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حج اور عمرہ گناہوں کو اس طرح صاف کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کے میل اور کھوٹ کو صاف کر دیتی ہے، اور جو مومن اس دن (یعنی عرفہ کے دن) احرام کی حالت میں گزارتا ہے، اس کا سورج جب ڈوبتا ہے تو اس کے گناہوں کو لے کر ڈوبتا ہے۔

صحیح مسلم اور نسائی میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے یہ بشارت دی کہ عرفہ کے دن سے بڑھ کر کوئی دن نہیں جس میں خدا اپنے بندوں کو دوزخ کے عذاب سے آزاد کرتا ہو، وہ اس دن اپنے بندوں سے قریب ہو کر جلوہ گر ہوتا ہے اور اپنے ان بندوں پر فرشتوں کے سامنے فخر کرتا اور کہتا ہے کہ "جو انھوں نے مانگا وہ ہم نے قبول کیا" مؤطا امام مالکؒ میں ہے کہ آپ نے یہ خوشخبری سنائی کہ بدر کے دن کے سوا عرفہ کے دن سے زیادہ شیطان کسی دن ذلیل، رسوا اور غضبناک نہیں ہوتا، کیونکہ اس دن وہ دیکھتا ہے کہ خدا کی رحمت برس رہی ہے اور گناہ معاف ہو رہے ہیں، اسی طرح اور بہت سی حدیثیں ہیں، جن میں مخلصانہ حج ادا کرنے والوں کو رحمت اور مغفرت کی نوید سنائی گئی ہے، یہ تمام حدیثیں در حقیقت اسی دعائے ابراہیمی ﴿وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا﴾ (اور ہمارے حج کے دستور ہم کو سوجھا اور ہماری توبہ قبول فرما) کی تفسیریں ہیں۔

ان تمام بشارتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حج در حقیقت توبہ اور انابت ہے، اسی لئے احرام باندھنے کے ساتھ "لبیک اللّٰھم لبیک"۔ "خداوندا! میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں" کا ترانہ دم بدم اس کی زبان سے بلند ہونے لگتا ہے، طواف میں، سعی میں، کوہ صفا پر، کوہ مروہ پر، عرفات میں، مزدلفہ میں، منیٰ میں ہر جگہ جو دعائیں مانگی جاتی ہیں ان کا بڑا حصہ توبہ اور استغفار کا ہوتا ہے، اور اس بنا پر کہ "التائب من الذنب کمن لاذنب لہ" گناہ سے بصدق دل توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا وہ جس کا گناہ نہیں ہے، اس لئے حج مبرور کرنے والوں کے تمام پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

گو کہ توبہ سے ہر جگہ گناہ معاف ہوتے ہیں، اس لئے کعبہ اور عرفات کی کچھ تخصیص نہیں لیکن حج کے مشاعر، مقامات اور ارکان اپنے گوناگوں تاثرات کی بنا پر دوسرے فوائد و برکات کے علاوہ جو یہاں کے سوا اور کہیں نہیں، صدق توبہ کے لئے بہتر سے بہتر موقع پیدا کرتے ہیں ان مقامات کا جو تقدس اور عظمت ایک مسلمان کے قلب میں ہے، اس کا نفسیاتی اثر دل پر بڑا گہرا پڑتا ہے، وہ مقامات جہاں انبیاء علیہم السلام پر برکتوں اور رحمتوں کا نزول اور انوار الٰہی کی بارش ہوئی، وہ ماحول وہ فضا وہ تمام گنہگاروں کا ایک جگہ اکٹھا ہو کر دعا و زاری، فریاد و پکار اور آہ و نالہ، وہ قدم قدم پر نبوی مناظر اور ربانی مشاہد، جہاں خدا اور اس کے برگزیدہ بندوں کے بیسیوں ناز و نیاز کے معاملات گزر چکے ہیں، دعا اور اس کے تاثر اور اس کے قبول سے بہترین مواقع ہیں، جہاں حضرت آدم و حوا نے اپنے گناہوں کی معافی کی دعا کی، جہاں حضرت ابراہیمؑ نے اپنی اور اپنی اولاد کے لئے دعا مانگی، جہاں حضرت ہودؑ اور حضرت صالحؑ نے اپنی قوم کی ہلاکت کے بعد اپنی پناہ ڈھونڈی، جہاں دوسرے پیغمبروں نے دعائیں کیں، جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر اپنے اور اپنی امت کے لئے دعائیں مانگیں، وہی مقامات، وہی مشاہد، اور دعاؤں کے وہی ارکان، ہم گنہگاروں کی دعا بے مغفرت کے لئے کس قدر موزوں ہیں کہ پتھر سے پتھر دل بھی، ان حالات اور ان مشاہد کے درمیان موم بننے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور انسان اس ابر کرم کے چھینٹوں سے سیراب ہو جاتا ہے، جو وقتاً فوقتاً یہاں برگزیدگان الٰہی پر عرش الٰہی سے برستا رہا ہے اور ہنوز آں ابر رحمت دُرفشاں است۔

انسان کی نفسیات (سائکالوجی) یہ ہے اور وہ روزمرہ کا تجربہ اس کا شاہد ہے کہ وہ اپنی زندگی میں کسی بڑے اور اہم تغیر کے لئے ہمیشہ زندگی کے کسی موڑ اور حد فاصل کی تلاش کرتا ہے، جہاں پہونچ کر اس کی گزشتہ اور آئندہ زندگی کے دو ممتاز حصے پیدا ہو جائیں، اسی لئے لوگ اپنے تغیر کے لئے جاڑا، گرمی یا برسات کا انتظار کرتے ہیں، بہت سے لوگ

شادی کے بعد یا صاحب اولاد ہونے کے بعد یا تعلیم سے فراغت کے بعد یا کسی نوکری کے بعد یا کسی بڑی کامیابی یا کسی سے مرید ہوجانے کے بعد بدل جاتے ہیں یا اپنے کو بدل لینے پر قادر ہوجاتے ہیں، کیونکہ یہ ان کی زندگی کے اہم واقعات اور سوانح ان کی اگلی اور پچھلی زندگی میں فصل اور امتیاز کا خط ڈال دیتے ہیں جہاں سے ادھر یا ادھر مُڑ جانا ممکن ہوجاتا ہے، حج درحقیقت اسی طرح انسان کی گزشتہ اور آئندہ زندگی کے درمیان ایک حد فاصل کا کام دیتا ہے اور اصلاح اور تغیر کی جانب اپنی زندگی کو پھیر دینے کا موقع بہم پہنچاتا ہے، یہاں سے انسان اپنی پچھلی زندگی جیسی بھی ہو اس کو ختم کرکے نئی زندگی شروع کرتا ہے، ان بابرکت مقاموں پر حاضر اور وہاں کھڑے ہوکر، جہاں جلیل القدر انبیائے کرام اور خاصان الٰہی کھڑے ہوئے خدا کے گھر کے سامنے قبلہ کے روبرو، جو اس کی نمازوں اور عقیدتوں اور مناجاتوں کی غائبانہ سمت ہے، اپنی پچھلی زندگی کی کوتاہیوں پر ندامت اور اپنے گناہوں کا اعتراف اور آئندہ اطاعت وفرمانبرداری کا وعدہ واقرار وہ اثر پیدا کرتا ہے کہ شر سے خیر کی طرف زندگی کا رخ بدل جاتا ہے اور زندگی کا گزشتہ باب بند ہوکر اس کا دوسرا باب کھل جاتا ہے، بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ وہ اس کے بعد اپنے نئے اعمال کے لئے سرے سے پیدا ہوتا ہے اسی لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا: "من حج للّٰہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ" (جس نے خدا کے لئے حج کیا اور اس میں ہوس رانی نہ کی اور نہ گناہ کیا تو وہ ایسا ہوکر لوٹتا ہے جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا) یعنی ایک نئی زندگی ایک نئی حیات اور نیا دور شروع کرتا ہے، جس میں دین اور دنیا دونوں کی بھلائیاں جمع اور دونوں کی کامیابیاں شامل ہوں گی۔

ملت ابراہیمی کی اصل بنیاد قربانی تھی، اور یہی قربانی حضرت ابراہیمؑ کی پیغمبرانہ اور روحانی زندگی کی اصلی خصوصیت تھی، اور اسی امتحان اور آزمائش میں پورے اترنے کے سبب سے وہ اور ان کی اولاد ہر قسم کی نعمتوں اور برکتوں سے مالامال کی گئی۔

لیکن یہ قربانی کیا تھی؟ یہ محض خون اور گوشت کی قربانی نہ تھی، بلکہ روح اور دل کی قربانی تھی، یہ ماسوی اللہ اور غیر اللہ کی محبت کی قربانی خدا کی راہ میں تھی، یہ اپنے عزیز ترین متاع کو خدا کے سامنے پیش کردینے کی نذر تھی، یہ خدا کی اطاعت، عبودیت اور کامل بندگی کا بے مثال منظر تھا، یہ تسلیم ورضا اور صبر وشکر کا وہ امتحان تھا جس کو پورا کئے بغیر دنیا کی پیشوائی اور آخرت کی نیکی نہیں مل سکتی، یہ باپ کا اپنے اکلوتے بیٹے کے خون سے زمین کو رنگین کردینا نہ تھا، بلکہ خدا کے سامنے اپنے تمام جذبات اور خواہشوں، تمناؤں اور آرزوؤں کی قربانی تھی، اور خدا کے حکم کے سامنے اپنے ہر قسم کے ارادے اور مرضی کو معدوم کردینا تھا، اور جانور کی ظاہری قربانی اس اندرونی نقش کا ظاہری عکس اور اس خورشید حقیقت کا ظل مجاز تھا۔

اسلام قربانی ہے

اسلام کے لفظی معنی اپنے کو دوسرے کے سپرد کردینا اور اطاعت اور بندگی کے لئے گردن جھکا دینا ہے اور یہی وہ حقیقت ہے جو حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام کے اس ایثار وقربانی سے ظاہر ہوتی ہے، یہی سبب ہے کہ ان باپ بیٹوں کی اطاعت اور فرمانبرداری کے جذبہ کو صحیفۂ محمدی میں اسلام کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے فرمایا:۔

جب ابراہیم اور اسماعیل اسلام لائے (یا فرمانبرداری کی یا اپنے کو خدا کے سپرد کردیا) اور ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے (اسماعیل) کو پیشانی کے بل زمین پر لٹایا"۔

"اور کون ابراہیم کی ملت کو پسند نہ کرے گا لیکن وہ جو خود بیوقوف بنے، ہم نے اس کو دنیا میں مقبول کیا، اور وہ آخرت میں بھی نیکوں میں سے ہوگا، جب اس کے رب نے اس سے کہا کہ اسلام لا (یا فرمانبرداری کر یا اپنے کو سپرد کردے) تو اس نے کہا میں نے پروردگار عالم کی فرمانبرداری کی (یا اپنے کو اس کے سپرد کردیا)"۔

الغرض ملت ابراہیمی کی حقیقت یہی اسلام ہے کہ انھوں نے اپنے کو خدا کے ہاتھ میں سونپ دیا، اور اس کے آستانہ پر اپنا سر جھکا دیا، یہی اسلام کی حقیقت ہے، اور یہی ابراہیمی ملت ہے اور اسی بار امانت کو اٹھانے کے لئے حضرت ابراہیمؑ بار بار خدا سے دعا فرماتے تھے کہ ان کی نسل میں اس بوجھ کو اٹھانے والے ہر زمانہ میں موجود رہیں اور بالآخر ان کی نسل میں وہ امین پیدا ہو جو اس کی امانت کو لے کر تمام دنیا پر وقف عام کردے، چنانچہ دعا فرمائی تو یہ فرمائی:۔

﴿رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ، رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾

(ہمارے پروردگار ہم کو مسلمان یا اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری نسل سے ایک مسلمان یا اپنی فرمانبردار جماعت بنا، اور ہم کو مناسک (حج کے دستور) بتا، اور ہم کو معاف کردے، بے شک تو معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے، ہمارے پروردگار! اس میں اپنا ایک رسول بھیج جو تیری آیتیں ان کو پڑھ کر سنائے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھائے اور ان کو پاک اور صاف کرے تو غالب اور حکمت والا ہے)۔

یہ رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، یہ کتاب قرآن پاک تھی، یہ حکمت سینۂ محمدی کا خزانہ علمی وعملی تھا، اور یہ مناسک اسلام کے ارکان حج تھے۔

☆☆☆☆☆☆

کعبۂ مقصود

آخری قسط

حج ۔ احکام ومسائل اور آداب

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

دسویں تاریخ کے کام

منیٰ میں پہونچ کر پہلا کام یہ کیجئے کہ جمرہ عقبہ (کنکری مارنے کی آخری جگہ) جس کو عوام بڑا شیطان کہتے ہیں، سات کنکریاں ماریئے، اس کے بعد قربانی کرکے بال منڈوالیجئے یا کتروالیجئے، اب آپ احرام سے باہر ہوگئے۔

۱۔ جمرہ عقبہ کو پہلی کنکری مارنے کے ساتھ لبیک کہنا موقوف ہوجائے گا، اس کے بعد لبیک نہ کہیے، کنکری مارتے وقت یہ دعا پڑھیے:

"بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ رَغْماً لِلشَّيْطَانِ وَرِضىً لِلرَّحْمٰنِ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجّاً مَبْرُوْراً وَذَنْباً مَغْفُوْراً وَسَعْياً مَشْكُوْراً"۔ یہ یاد نہ ہو تو کوئی دوسرا ہی ذکر کیجئے۔

۲۔ قربانی ہو تو قربانی کے بعد اپنے بال بنوانا ہوگا، بال خود اپنے ہاتھ سے بھی بنا سکتے ہیں دوسرے حاجی کے بال بھی کاٹ سکتے ہیں۔

۳۔ اگر کسی کا حج، حج افراد ہے تو اس پر قربانی واجب نہیں ہے، جس کو قربانی کرنی ہے، وہ قربانی کے بعد بال بنوائے گا، اور پھر اس کا احرام کھلے گا، قربانی نہ ہو تو رمی کے بعد ہی بال بنوائے جاسکتے ہیں۔

۴۔ دسویں تاریخ کو اگر بآسانی ممکن ہو تو منیٰ سے ایسے وقت چلے کہ طواف زیارت اور سعی سے فارغ ہوکر مسجد حرام میں باجماعت نماز ظہر پڑھے تو بہتر ہے بعض حضرات نے اسی کو مسنون لکھا ہے، اور بعض نے واپس آکر منیٰ میں ظہر پڑھنے کو مسنون بتایا ہے، لیکن آج کل مزدلفہ سے منیٰ آنے میں اتنی دیر ہوجاتی ہے کہ رمی اور ذبح پھر حلق سے فارغ ہوتے ہوتے موقع ہاتھ سے جاتا رہتا ہے، اس لیے جب موقع ملے اسی وقت طواف زیارت کے لیے مکہ آنا چاہئے مگر مکہ سے لوٹ کر منیٰ ہی میں رات گزارنی چاہئے۔

۵۔ اس طواف اور سعی کا بھی وہی طریقہ ہے جو عمرہ کے طواف میں بتایا گیا ہے لیکن چونکہ اس میں احرام کی حالت نہ ہوگی، اس لیے اس میں اضطباع نہیں ہے، اور نہ اس سعی کے بعد سر منڈوانا یا بال کتروانا ہے۔

منیٰ میں تین روز

۱۔ دسویں تاریخ کو کنکری مارنے کا وقت صبح صادق سے گیارہویں کی صبح صادق تک ہے، اگر گیارہویں کو صبح صادق ہوگئی اور دسویں کی کنکری نہیں ماری تو دم واجب ہے، یعنی اس کے تاوان میں قربانی کرنا ہوگی۔ اس دن کا مسنون وقت سورج نکلنے کے بعد سے زوال تک ہے، اور زوال سے غروب تک مباح ہے، اور غروب کے بعد صبح صادق تک مکروہ ہے۔

۲۔ دسویں کو صرف آخری جمرہ پر کنکری مارنا ہے۔

۳۔ گیارہویں کو تینوں جمروں پر کنکری مارنا واجب ہے، پہلے جمرۂ اولیٰ پر جو مسجد خیف کے قریب ہے، پھر وسطی پر اس کے بعد جمرۂ عقبہ پر جو آخر میں ہے۔

۴۔ گیارہویں کو زوال کے بعد ظہر کی نماز پڑھ کر تینوں جمرات پر سات سات کنکریاں مارنا ہے، بارہویں کو بھی ایسا ہی کرنا ہے۔

۵۔ گیارہویں اور بارہویں کو رمی کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے، اس سے پہلے رمی جائز نہیں ہے۔

۶۔ اگر تیرہویں کو بھی ٹھہر کر رمی کرکے واپس آتا ہے تو بہت اچھا ہے، تیرہویں کو صبح صادق سے غروب تک وقت رہتا ہے، مگر زوال کے بعد مسنون ہے، اس کے پہلے مکروہ وقت ہے۔

۷۔ اگر تیرہویں کو رکنا نہ ہو تو بارہویں کو غروب سے پہلے منیٰ سے نکل جانا چاہئے۔

۸۔ ہجوم کے خوف سے عورت کی طرف سے دوسرے کا رمی کرنا جائز نہیں ہے، اگر اس سبب سے عورت نے رمی نہیں کی تو فدیہ واجب ہے۔

۹۔ عورت دسویں کو سورج نکلنے سے پہلے اور گیارہویں، بارہویں کو سورج غروب ہونے کے بعد کنکری مارے تو مکروہ نہیں ہے، بلکہ عورت کو رات میں رمی کرنا افضل ہے۔

۱۰۔ بارہویں یا تیرہویں کو منیٰ سے مکہ آتے ہوئے محصّب (جس کو آج کل معابدہ کہتے ہیں، اور وہ شہر کا ایک محلّہ ہے) میں تھوڑی دیر اتر کر خواہ سواری روک کر ٹھہرنا اور دعا کرنا چاہئے، اگر نہ کرسکے تو گناہ نہیں، مکہ مکرمہ لوٹنے پر حج کے ضروری اعمال پورے ہوگئے، اب صرف ایک طواف، طواف وداع باقی رہ گیا ہے، جو وطن واپسی پر کرنا ہوگا۔

مکہ مکرمہ واپسی

منیٰ سے واپسی کے بعد جتنے دن مکہ معظمہ میں قیام ہو اس کو غنیمت سمجھنا چاہئے اور جتنا ہوسکے طواف، عمرے، نماز، روزے، صدقات اور نیک کام کرنا چاہئے، اپنے والدین واقارب کی طرف سے بھی کرے، معلوم نہیں پھر یہ موقع نصیب ہو نہ ہو۔

حج سے واپسی

حج کے بعد جب مکہ سے وطن واپس ہونے کا ارادہ ہو تو طواف وداع واجب ہے، اس طواف میں نہ رمل ہے، نہ اس کے بعد سعی، حاجی کو چاہیے طواف کے بعد دوگانہ طواف پڑھ کر قبلہ رخ کھڑے ہو کر خوب پیٹ بھر کر کئی سانس میں آب زمزم پیے، ہر سانس میں بیت اللہ کی طرف دیکھے، پھر ملتزم کے پاس جا کر جس طرح پہلے طواف کے بعد دیوار کعبہ سے لپٹا تھا، اسی طرح لپٹے اور خوب روئے، گڑگڑائے اور بیت اللہ کی جالی پر افسوس کرے پھر حجر اسود کو بوسہ دے اور روتا ہوا مسجد سے نکلے اور دروازہ پر کھڑا ہو کر دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بار بار حاضری نصیب فرمائے، یاد رہے تو یہ دعا پڑھے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْداً کَثِیْراً طَیِّباً مُبَارَکاً فِیْہِ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِی الْعَوْدَ بَعْدَ الْعَوْدِ الْمَرَّۃَ بَعْدَ الْمَرَّۃِ اِلٰی بَیْتِکَ الْحَرَامِ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمَقْبُوْلِیْنَ عِنْدَکَ یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ، اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْہُ آخِرَ الْعَھْدِ مِنْ بَیْتِکَ الْحَرَامِ وَاِنْ جَعَلْتَہُ آخِرَ الْعَھْدِ فَعَوِّضْنِیْ عَنْہُ الْجَنَّۃَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ".

حائضہ عورت طواف وداع نہ کرے صرف دروازہ پر کھڑی ہو کر دعا پڑھ لے۔

دعائے عرفات

سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غروب آفتاب تک دعا ومناجات اور مالک الملک کے حضور تضرع وابتہال اور اپنی عاجزی وبیچارگی کے اظہار میں مشغول رہے، دعا میں آپ اپنا دست مبارک سینے تک اٹھائے تھے جیسا کہ کوئی سائل اور مسکین نان شبینہ کا سوال کر رہا ہو، دعا یہ تھی:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَسْمَعُ کَلَامِیْ وَتَرٰی مَکَانِیْ وَتَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ، لَا یَخْفٰی عَلَیْکَ شَیْءٌ مِنْ اَمْرِیْ، اَنَا الْبَائِسُ الْفَقِیْرُ، الْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ وَالْوَجِلُ الْمُشْفِقُ، الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذُنُوْبِیْ، اَسْاَلُکَ مَسْاَلَۃَ الْمِسْکِیْنِ وَاَبْتَھِلُ اِلَیْکَ اِبْتِھَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ، وَاَدْعُوْکَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِیْرِ، مَنْ خَضَعَتْ لَکَ رَقَبَتُہٗ وَفَاضَتْ لَکَ عَیْنَاہُ وَذَلَّ جَسَدُہٗ وَرَغِمَ اَنْفُہٗ لَکَ، اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ بِدُعَائِکَ رَبِّ شَقِیًّا وَکُنْ بِیْ رَءُوْفاً رَحِیْماً، یَاخَیْرَ الْمَسْئُوْلِیْنَ وَیَاخَیْرَ الْمُعْطِیْنَ.

ترجمہ: اے اللہ تو میری بات سنتا ہے اور میری جگہ کو دیکھتا ہے اور میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے، تجھ سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی، میں مصیبت زدہ ہوں محتاج ہوں، فریادی ہوں، پناہ جو ہوں، پریشان ہوں، ہراساں ہوں، اپنے گناہوں کا اقرار کرنے والا ہوں، اعتراف کرنے والا ہوں، تیرے آگے سوال کرتا ہوں جیسے بیکس سوال کرتے ہیں، تیرے آگے گڑگڑاتا ہوں، جیسے گنہگار، ذلیل وخوار گڑگڑاتا ہے اور تجھ سے طلب کرتا ہوں جیسے خوف زدہ آفت رسیدہ طلب کرتا ہو اور جیسے وہ شخص طلب کرتا ہے جس کی گردن تیرے سامنے جھکی ہو، اور اس کے آنسو بہہ رہے ہوں اور تن بدن سے وہ تیرے آگے فروتنی کیے ہوئے ہو، اور اپنی ناک تیرے سامنے رگڑ رہا ہو، اے رب تو مجھے اپنے سے دعا مانگنے میں ناکام نہ رکھ اور میرے حق میں بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہو جا، اے سب مانگے جانے والوں سے بہتر اور سب دینے والوں سے اچھے۔

مدینہ منورہ کی حاضری

سیدنا (حضور) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بالاجماع قربات اور افضل طاعات میں ہے، اور ترقی درجات کے لیے کامیاب ترین وسیلہ ہے۔

خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت کی ترغیب دی ہے، اور باوجود قدرت کے زیارت نہ کرنے والوں کو بے مروّت اور ظالم فرمایا ہے، خوش نصیب ہے وہ شخص جس کو اس دولت سے نوازا جائے اور بدبخت ہے وہ شخص کہ باوجود قدرت ووسعت کے اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہ جائے۔

"قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّداً کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ". (مشکوٰۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بامقصد میری زیارت کرے گا، قیامت کے دن وہ میرے پڑوس میں ہوگا۔

"مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ". (مشکوٰۃ: ص/۲۳۳)

جس نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت (میری وفات) میرے مرنے کے بعد کی تو گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

زیارت مدینہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کی حاضری بڑی سعادت ہے، حضورؐ کا ارشاد ہے: "جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہوگئی"۔ اور فرمایا "جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے میرے ساتھ مغایرت برتی" حضورؐ کی زیارت افضل مستحبات میں سے ہے، جس شخص پر حج فرض ہو اس کے لیے حج سے پہلے زیارت کرنا جائز ہے بشرطیکہ حج فوت ہونے کا خوف نہ ہو مگر بہتر اس کے لیے پہلے حج کرنا ہے، اور حج نفل کرنے والے کو اختیار ہے کہ وہ چاہے پہلے حج کرے یا زیارت۔

درود شریف اور نماز

جب مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہو تو راستہ میں درود شریف کثرت سے پڑھے، بلکہ فرائض وضروریات سے جو وقت بچے سب اسی میں صرف کرے اور خوب ذوق وشوق پیدا کرے اور اظہار محبت میں کوئی دقیقہ نہ رکھے، اگر خود یہ حالات پیدا نہ ہوں تو بہ تکلف پیدا کرے، راستہ میں جو مساجد مخصوصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کی طرف منسوب ہیں، (جیسے مسجد ذی الحلیفہ) ان میں نماز پڑھے محض تماشا اور سیر وتفریح کی نیت سے مساجد میں نہ جائے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ "علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی مسجد کے طول وعرض میں گزرے اور اس میں نماز نہ پڑھے" اس لیے جب کسی مسجد کی زیارت کرتے تو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو، جو متبرک کوئیں راستہ میں ہیں، ان کا پانی تبرکاً پینا چاہیے جیسے وادی عقیق میں بئر عروہ۔

جتنا جتنا مدینہ منورہ قریب ہوتا جائے اتنا اتنا ذوق شوق بڑھنا چاہیے اور شیفتگی وبے تابی میں اضافہ ہونا چاہیے اور درود وسلام کی کثرت ہونی چاہیے۔

شہر کے سامنے

ذوالحلیفہ (ابیار علی) سے روانگی کے بعد جب مدینہ منورہ کے آثار اور اس کے درخت نظر آنے لگیں تو سعادت دارین کی دعا مانگئے اور درود وسلام پڑھئے، اور بہتر یہ ہے کہ اگر رفقاء سے اختلاف اور نظام سفر میں خلل وغیرہ کا اندیشہ نہ ہو تو سواری سے اتر جائیے ہو سکے تو ننگے پاؤں روتے ہوئے چلئے اور جس قدر ادب وتعظیم ممکن ہو بجا لائیے۔

احتیاط کا تقاضہ ہے کہ ذوالحلیفہ ہی سے غسل کر کے داخلۂ مدینہ کے لیے تیار ہو جائیے ورنہ شہر میں داخل ہونے سے پہلے اگر ہو سکے غسل کیجئے اور اگر داخل ہونے سے پہلے نہ ہو سکے تو داخل ہونے کے بعد غسل کیجئے، غسل نہ ہو سکے تو وضو کیجئے مگر غسل افضل ہے، پھر پاک وصاف کپڑے پہنئے (نئے کپڑے افضل ہیں) اور خوشبو لگائیے۔

باب العنبریہ

اگر مدینہ منورہ ہوائی جہاز سے حاضر ہونے کی سعادت ملی ہے، تو ہوائی اڈہ سے روانہ ہو کر شہر میں احد پہاڑ کے مشرقی سمت سے داخلہ ہوگا اور اگر موٹر کے ذریعہ حاضری ہوئی ہے تو شہر کا پہلا محلہ باب العنبریہ ملے گا یہ محلہ مدینہ منورہ شہر کا جنوب مغربی محلہ ہے، یہ شہر کا ایک پُر فضا حصہ ہے، اس حصہ شہر کو العقا اور حاجز کے ناموں سے موسوم کیا گیا ہے، باب العنبریہ ہی پروہ ریلوے اسٹیشن ہے، جہاں سے ترکی عہد میں شام کے لیے ریل روانہ ہوتی تھی۔

جب باب العنبریہ سے شہر میں داخل ہونے لگے تو یہ پڑھے۔

"بسم اللہ ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّارْزُقْنِیْ مِنْ زِیَارَۃِ رَسُوْلِکَ مَارَزَقْتَ اَوْلِیَاءَ وَاَھْلَ طَاعَتِکَ وَاَنْقِذْنِیْ مِنَ النَّارِ وَاغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ یَاخَیْرَ مَسْئُوْلٍ".

شہر میں پہونچنے کے بعد سیدھے مسجد نبوی میں حاضر ہوئیے بشرطیکہ بیوی، بچے یا سامان کے باب میں کسی قسم کا خطرہ نہ ہو، اگر کوئی خطرہ ہو تو اس کا بندوبست کر کے مسجد میں بلا تاخیر حاضر ہوئیے۔

داخلہ مسجد

افضل یہ ہے کہ زائر پہلے باب السلام یا باب جبریل سے داخل ہو داخلے کے وقت پہلے داہنا پیر مسجد میں رکھے اور "بسم اللّٰہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللّٰہ، رب اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک" پڑھے اسکے بعد حجرۂ شریفہ (جس میں مزار انور ہے) کے پیچھے سے "روضۃ من ریاض الجنۃ" (جنت کی کیاری) میں تواضع وسکنت کے ساتھ اس طرح آئے کہ معلوم ہو اس پر اس مقام کی ہیبت طاری ہے۔

اور اس جگہ حق تعالیٰ کے حق کی ادائیگی کے لیے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے پہلی میں ﴿قل یا ایھا الکافرون﴾ دوسری میں ﴿قل ھو اللہ احد﴾ پڑھنا بہتر ہے۔

افضل یہ ہے کہ تحیۃ المسجد مسجد نبوی میں پڑھے، مصلائے نبوی محراب کے پاس منبر نبوی کی طرف ذرا ہٹ کر ہے۔

مصلائے نبوی میں نماز پڑھنے کے لیے کسی کو دھکا دینا جائز نہیں، وہاں موقع نہ ہو تو پھر روضہ میں جہاں جگہ ملے پڑھ لے اور سلام پھیر کر خدا کی حمد وثنا بجا لائے، شکر ادا کرے، اور زیارت کے قبول ہونے کی دعا مانگے۔

اگر فرض نماز کی جماعت ہو رہی ہو یا نماز کے قضا ہو جانے کا اندیشہ ہو تو پہلے فرض نماز پڑھے، تحیۃ المسجد بھی اس سے ادا ہو جاتی ہے۔

زیارت وسلام

نماز تحیۃ المسجد سے فارغ ہو کر نہایت ادب کے ساتھ مزار انور کے پاس آئے اور دل سے تمام دنیاوی خیالات کو دور کر کے سرہانے کے قریب جو ستون ہے اس سے چار ہاتھ کے فاصلہ

پر کھڑا ہو جائے اور قبلہ کی طرف پشت کر کے ذرا بائیں طرف مائل ہو جائے تا کہ روئے انور کا سامنا حاصل ہو، ادھر اُدھر نہ دیکھے، نظر نیچی رکھے اور کوئی حرکت خلاف ادب نہ کرے کہ اس قسم کی باتیں خلاف ادب واحترام اور ناجائز ہیں، اور سجدہ کرنا شرک ہے، اور خیال رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لحد شریف میں قبلہ کی طرف منہ کیے ہوئے آرام فرما ہیں۔

عظمت وجلال کا لحاظ کرتے ہوئے متوسط آواز سے سلام پڑھے، زیادہ زور سے نہ چیخے اور بالکل آہستہ بھی نہ پڑھے۔

سلام اس طرح پڑھے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاحَبِيْبَ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاخِيَرَةَ اللّٰهِ مِنْ جَمِيْعِ خَلْقِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَانَبِيَّ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ فَجَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا وَعَنْهَا خَيْرًا وَجَزَاكَ اللّٰهُ الْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ اللّٰهُمَّ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ، وَاَنْزِلْهُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ، اِنَّكَ سُبْحَانَكَ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ"۔

اس کے بعد آپ کے وسیلہ سے دعا کرے اور شفاعت کی درخواست ان الفاظ میں کرے "يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْاَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَاَتَضَرَّعُ اِلَى اللّٰهِ اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰى مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ"۔

سلام کے الفاظ میں جس قدر چاہے زیادتی کر سکتا ہے، مگر سلف کا معمول اختصار تھا اور اختصار ہی کو مستحسن سمجھتے تھے، اور سلام میں کوئی لفظ ایسا نہ کہے جس سے ناز اور دعویٔ قرب مترشح ہو کہ یہ بھی سوءِ ادب ہے۔

اور اگر کسی کو یہ الفاظ پورے یاد نہ ہوں یا زیادہ وقت نہ ہو تو جتنا یاد ہو، یا کہہ سکتا ہو کہہ لے کم سے کم مقدار "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" ہے۔

اگر کسی شخص نے آپ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لیے کہا ہو تو اس کا سلام بھی اپنے سلام کے بعد اس طرح عرض کیجیے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ يَسْتَشْفِعُ بِكَ اِلٰى رَبِّكَ" فلاں ابن فلاں کی جگہ اس شخص کا نام وولدیت لیجیے۔

اور بہت سے لوگوں نے اگر سلام عرض کرنے کو کہا ہے، اور نام یاد نہیں ہیں تو سب کی طرف سے اس طرح سلام عرض کیجیے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ جَمِيْعِ مَنْ اَوْصَانِيْ بِالسَّلَامِ عَلَيْكَ"۔

سلام پڑھنے کے بعد ایک ہاتھ داہنی طرف کو ہٹ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے چہرۂ مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر اس طرح سلام پڑھے: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَثَانِيَهٗ فِي الْغَارِ وَرَفِيْقَهٗ فِي الْاَسْفَارِ وَاَمِيْنَهٗ عَلَى الْاَسْرَارِ اَبَابَكْرِ الصِّدِّيْقَ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَيْرًا۔

پھر ایک ہاتھ داہنی طرف کو ہٹ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چہرہ کے مقابل ہو کر ان الفاظ میں پڑھے: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ الْفَارُوْقَ الَّذِيْ اَعَزَّ اللّٰهُ بِهِ الْاِسْلَامَ اِمَامَ الْمُسْلِمِيْنَ مَرْضِيًّا حَيًّا وَمَيِّتًا جَزَاكَ اللّٰهُ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَيْرًا۔

ان دونوں حضرات پر سلام کے الفاظ میں کمی زیادتی کا اختیار ہے، اور کسی نے سلام پہونچانے کی فرمائش کی ہو تو اس کا بھی سلام پہنچا دیجیے اور بعض علماء نے کہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھنے کے بعد نصف ہاتھ کے قریب بائیں جانب ہٹ کر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان کھڑے ہو کر پھر اس طرح سلام پڑھنا چاہیے: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا صَاحِبَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَوَزِيْرَيْهِ جَزَاكُمَا اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ جِئْنَا كُمَا نَتَوَسَّلُ بِكُمَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَشْفَعَ لَنَا وَيَدْعُوَلَنَا رَبَّنَا اَنْ يُّحْيِيَنَا عَلٰى مِلَّتِهٖ وَسُنَّتِهٖ وَيَحْشُرَنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ وَجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ، آمین"۔

پھر اس کے بعد دوبارہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر حق تعالیٰ کی حمد وثنا کیجیے اور درود شریف پڑھیے اور ہاتھ اٹھا کر اپنے لیے اور اپنے والدین، مشائخ، احباب اقارب اور سب مسلمانوں کے لیے دعا کیجیے، اور بہتر یہ ہے کہ سلام کے بعد یہ کہا جائے: "يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى: ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ثُمَّ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ فَجِئْنَاكَ ظَالِمِيْنَ لِاَنْفُسِنَا مُسْتَغْفِرِيْنَ مِنْ ذُنُوْبِنَا فَاشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّنَا وَاسْئَلْهُ اَنْ يُّمِيْتَنَا عَلٰى سُنَّتِكَ وَاَنْ يَّحْشُرَنَا فِيْ زُمْرَتِكَ"۔ اس کے بعد اپنے لیے اور سب کے لیے دعا مانگے۔

مسجد شریف کے اندر

زیارت کے بعد دعا سے فارغ ہو کر اسطوانہ ابی لبابہ کے پاس آ کر دو رکعت نفل پڑھ کر دعا مانگنا چاہیے، بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو اور روضہ مبارک میں نماز، درود، دعا جس قدر ہو سکے کرنا چاہیے، اس کے بعد منبر کے پاس آ کر دعا واستغفار کرنا اور درود پڑھنا چاہیے، پھر ستون

حنانہ اور باقی ستونوں کے پاس دعا واستغفار کرنا مناسب ہے، یہ سب ستون روضۂ جنت کے اندر واقع ہیں جن کی فضیلت کا ذکر گزر چکا ہے، اور ایام قیام مدینہ کو غنیمت سمجھ کر، اکثر وقت مسجد نبوی میں بہ نیت اعتکاف گزارنا اور موقع غنیمت سمجھتے ہوئے مصلائے نبوی، ستون عائشہؓ ستون ابی لبابہؓ اور ستون سریر وغیرہ کے پاس نفل پڑھنے کو غنیمت سمجھنا چاہیے، مگر اس کے لیے کوئی ناروا حرکت یا بے ادبی نہ کرنا چاہیے، ستونوں کے پاس جگہ نہ ملے تو روضہ میں جہاں جگہ ملے وہاں نفل پڑھنا چاہیے، پنجگانہ نماز جماعت سے مسجد نبویؐ میں اور تکبیر اولیٰ اور پہلی صف کا اہتمام بہت ضروری ہے، مسجد نبویؐ میں ایک نماز کا ثواب بخاری ومسلم کی روایت کے مطابق ایک ہزار نماز سے زیادہ ہے۔

امام احمدؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں ادا کرے اور کوئی نماز اس کی فوت نہ ہو تو اس کے لیے دوزخ سے براءت لکھی جائے گی اور عذاب ونفاق سے براءت لکھی جائے گی" اور اگر ممکن ہو تو مسجد نبوی میں مستقل طور سے اعتکاف بھی کیجیے، اور قرآن شریف ختم کیجیے اور صدقہ وخیرات حسب حیثیت، مساکین ومجاورین وباشندگان مدینہ کا خاص طور سے خیال رکھیے، ان سے محبت سے پیش آیئے، اگر ان کی طرف سے کوئی زیادتی بھی ہو تو تحمل اور شریفانہ برتاؤ کیجیے، خرید وفروخت میں بھی ان کی امداد کی نیت رکھیے، تا کہ ثواب ملے۔

☆☆☆☆☆

ایک طالب علم کے تقویٰ کا عجیب واقعہ

ایک طالب علم کا قصہ کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ دہلی کے ایک مدرسہ میں پڑھتا تھا، مگر کسی مسجد میں رات کے وقت قیام کرتا تھا، قریبی محلہ میں ایک لڑکی اپنے رشتہ داروں کے یہاں کسی کام کے غرض سے جا رہی تھی کہ اچانک فرقہ وارانہ فساد ہو گیا، لوگوں کا ہجوم اور کشت وخون کو دیکھ کر وہ لڑکی گھبرائی اور مسجد میں داخل ہو کر پناہ حاصل کی، عشاء کے بعد کا وقت تھا، طالب علم اس کو دیکھ کر گھبرایا اور اس معذرت کی کہ آپ کا یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں اور لوگ دیکھیں گے تو میری ذلت ہوگی، مجھے مسجد سے بھی نکال دیں گے، میری تعلیم کا بھی نقصان ہوگا، لڑکی نے کہا کہ باہر جو ہنگامہ ہو رہا ہے، وہ آپ سے مخفی نہیں، باہر نکلنے میں میری جان کا بھی خطرہ ہے اور عزت وناموس کا بھی خطرہ ہے، مسجد اللہ کا گھر ہے، مجھے یہاں امن نہیں ملی تو کہاں ملے گی؟ طالب علم لاجواب ہو کر کہنے لگا کہ چلو ایک کونے میں بیٹھ جاؤ، جگہ چھوٹی تھی، لہٰذا طالب علم دوسرے کونے میں بیٹھ کر مطالعہ میں مشغول ہو گیا، مطالعہ کے دوران بار بار اپنی انگلی چراغ کی بتی پر رکھ دیتا، ساری رات اسی طرح گزار دی، لڑکی دوسرے کونے میں بیٹھی یہ سب ماجرا دیکھتی رہی۔

جب صبح قریب ہوئی تو طالب علم نے کہا: فسادی اپنے اپنے گھر چلے گئے، اس وقت راستہ صاف ہے، چلیے میں آپ کو گھر پہنچا دوں، لڑکی نے کہا کہ میں اس وقت تک نہ جاؤں گی جب تک آپ مجھے اس کا راز نہ بتا دیں گے کہ آپ بار بار انگلی چراغ کی بتی میں کیوں رکھ دیتے تھے؟ طالب علم نے کہا کہ آپ کو اس سے کیا غرض، لڑکی نے جب اصرار کیا تو طالب علم نے بتایا کہ شیطان بار بار میرے دل میں وسوسے ڈال رہا تھا اور مجھے گناہ کی ترغیب دے رہا تھا، جب نفس کی خواہش بھڑکتی تو میں اپنی انگلی چراغ کی لو سے جلاتا اور اپنے نفس کو مخاطب کرتا کہ اے نفس! تو دنیا کی آگ کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا بھلا جہنم کی آگ کی تکلیف کیسے برداشت کرے گا؟ لڑکی یہ سن کر حیران ہوئی اور گھر چلی گئی، گھر جا کر اس نے والدین کو سارا قصہ من وعن سنا دیا، لڑکی کا والد بہت مالدار اور دیندار تھا، لڑکی بھی مہ پارہ اور مہ جبیں تھی، بڑے بڑے مالدار لڑکوں کے رشتے آ رہے تھے، مگر لڑکی نے والدین سے کہا کہ اگر آپ اس طالب علم سے میرا نکاح کر دیں تو میں ساری زندگی اس کی خدمت کرنا اپنی سعادت سمجھوں گی، چنانچہ طالب علم سے اس کا نکاح ہو گیا اور وہ اس گھر کا مالک بن گیا۔

سچ ہے جو حرام سے بچتا ہے اللہ تعالیٰ وہ نعمت حلال طریقہ سے عطا فرما دیتے ہیں۔

اس قصہ سے پتہ چلتا ہے کہ دولت مند لڑکی نے طالب علم کے تقویٰ وپرہیزگاری کو اس کی غربت پر ترجیح دی اور اس سے نکاح کر لیا۔

☆☆☆☆☆

خدمت خلق

دل بدست آور کہ حج اکبر است

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

ذیل کا مضمون مفکر اسلام حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے آٹھ نو سال کے بھانجے سید محمود حسن کی علالت و تیمارداری سے متعلق ہے، حضرت مولاناؒ کی عمر اس وقت سولہ سترہ سال کی تھی، بھانجہ کی تیمارداری نے مولانا مرحوم کی زندگی میں جو انقلاب پیدا کیا، وہ بڑا سبق آموز ہے، افادۂ عام کے لیے ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

١٩٣٠ء کے بعد کا کوئی سن تھا، میں دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں زیر تعلیم تھا، طالب علم تھا، عمر کوئی سولہ سترہ سال کی رہی ہوگی، رمضان مبارک کی چھٹیاں ہوئیں تو مختلف قسم کی کتابوں کا ایک خاصا ذخیرہ کتب خانہ سے نکلوا کر اپنے وطن رائے بریلی کو روانہ ہوا، پروگرام یہ بنایا کہ رمضان مبارک کی فرصت اور ایک الگ تھلگ گاؤں کی تنہائی اور سکون میں پورے انہماک کے ساتھ ان کتابوں کا مطالعہ کروں گا۔ بہ ظاہر دُور دُور کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی تھی جس سے یہ سوچا سمجھا ہوا منصوبہ درہم برہم ہو جائے اور طبیعت میں کوئی انتشار اور تشویش پیدا ہو، حالات اپنی طبعی معتدل رفتار سے چل رہے تھے، اس وقت اپنا حال یہ تھا کہ نہ کوئی دینی ذوق تھا نہ کسی خلا کا احساس، زندگی کا جو ڈھرہ اور چلنے کے لئے جو پٹری بن گئی تھی، اس پر آنکھ بند کئے چلا جا رہا تھا۔ اس وقت کا ماحول ایسا تھا کہ نہ کوئی دینی دعوت گرد و پیش میں تھی نہ اصلاح نفس اور روحانی پیاس پیدا کرنے یا اگر وہ موجود ہے تو اس کو تسکین دینے کا کوئی دینی سامان تھا، اپنے خاندان میں یا اس کے باہر قریبی ماحول میں کوئی ایسی دینی شخصیت بھی نہیں تھی جس کی طرف کوئی کشش پیدا ہو، اگر حالات اپنی اس رفتار سے چلتے رہتے تو سوائے پڑھنے لکھنے کے اور ادیب و مصنف بننے کے زندگی میں نہ کوئی جذبہ ہوتا نہ کوئی ذوق؛ لیکن دفعتاً ایسے حالات پیدا ہوئے کہ طبیعت کا رخ ایک دوسری طرف مڑ گیا اور زندگی کا ایک دوسرا پہلو سامنے آگیا جو معلوم نہیں کبھی آتا یا نہیں اور اگر آتا تو معلوم نہیں کتنے عرصہ کے بعد آتا۔

رمضان کی کوئی بالکل ابتدائی تاریخ تھی کہ میرے حقیقی بڑے بھانجے سید محمود حسن کی طبیعت خراب ہوئی، اس کی عمر اس وقت آٹھ نو سال سے زیادہ نہ ہوگی، وہ مجھ سے بہت مانوس تھا، گردے یا مثانے میں کوئی سخت تکلیف تھی، جس سے وہ بہت بے چین تھا، میرے بڑے بھائی (ڈاکٹر سید عبد العلی حسنی مرحوم) لکھنؤ میں مطب کرتے تھے اور خاندان میں کہیں کوئی بیمار ہوتا تو سب سے پہلے ان کے پاس آتا، ان کا گھر دور کے عزیزوں کے لیے بھی اسپتال یا نرسنگ ہوم کی حیثیت رکھتا تھا اور یہ تو ان کے بھانجے ہی کا معاملہ تھا، میرے چچا اور اس مریض بچے کے دادا مولوی سید خلیل الدین مرحوم کے حکم سے ہم لوگ اس کو لکھنؤ لے کر آئے، یہاں میڈیکل کالج کے سرجن نے دیکھا تو تشخیص کی کہ گردے اور مثانے دونوں جگہ زخم ہیں اور یکے بعد دیگرے آپریشن ہوگا، دو ہی چار دن میں آپریشن بھی ہوا۔

محمود یورپین وارڈ میں داخل ہوا اور میں اس وجہ سے کہ کم چھٹی تھی اور خاندان کا سب سے چھوٹا فرد تھا، مریض کی تیمارداری اور رات کو اسپتال میں اس کے پاس رہنے کے لئے میری، ایک دوسرے عزیز اور ایک ملازم کی ڈیوٹی مقرر ہوئی، وہ عجیب دن تھے، زندگی کا ایک موڑ تھا جو اچانک پیش آیا، کبھی پوری پوری رات جاگنا پڑتا تھا، مریض کو سخت تکلیف تھی جب رات کو وہ بہت بے قرار ہوتا اور ہم لوگوں کی تسلی و تشفی کارگر نہ ہوتی تو بٹن دبا کر جو بستر کے پاس ہی لگا رہتا تھا کسی نرس کو بلاتے اور ہاؤس سرجن کو تکلیف دی جاتی، اسپتال اپنے پورے منظر اور اپنی ساری کیفیتوں کے ساتھ سامنے تھا، قرب و جوار سے سوائے مریضوں کی کراہ اور ڈاکٹروں اور کمپاؤنڈروں کے قدموں کی چاپ کے کچھ سنائی نہ دیتا، دنیا کی بے حقیقتی، انسان کی بے بسی اور بے کسی اور زندگی کی بے ثباتی اس طرح مجسم حقیقت بن کر سامنے آگئی کہ ہزار تصوف کی کتابوں اور خانقاہوں کی چلہ کشی میں بھی ایسا ممکن نہ تھا، جن لوگوں کو کسی ایسے عزیز کی تیمارداری کا کبھی موقع ملا ہے جو نہایت عزیز بھی ہو اور کسی شدید تکلیف میں مبتلا بھی ہو، ان کو اندازہ ہوگا کہ تیمارداری، بیماری سے بھی کتنی سخت چیز ہے، بیمار جسمانی تکلیف کے سوا ہر فکر سے آزاد ہوتا ہے۔ وہ مخدوم اور مرکز توجہ ہوتا ہے۔ اس کا جسم تکلیف میں مبتلا؛ لیکن اس کے ذہن و دماغ اکثر مطمئن اور پرسکون ہوتے ہیں، وہ ذمہ داریوں سے بھی آزاد ہوتا ہے؛ لیکن تیماردار شدید ذہنی انتشار و بے چینی سے دوچار اور ذمہ داریوں سے گھرا ہوا ہوتا ہے، اس صورت حال نے بعض ایسے نازک احساسات کو دماغ و روح کی گہرائیوں میں ابھار دیا جو کسی کیمیا نظر صاحب باطن بزرگ یا بڑے مجاہدے اور تربیت سے بیدار ہو سکتے تھے، سارا رمضان اسی حالت مسافرت اور تنہائی میں گزرا، رات اسپتال میں بسر ہوتی تھی اور دن آمد و رفت اور روزے کی مشغولیت میں، عید بھی اس طرح ہوئی کہ عمر میں پہلی مرتبہ نئے کپڑے پہننے اور خوشی کے ساتھ عید منانے کا بھی موقع نہ ملا، اسی کے ساتھ اپنی بے کاری اور ہم عمروں میں تنہا عربی کا طالب علم ہونے کی وجہ سے بعض بعض عزیزوں کے طعنے بھی سننے پڑتے تھے، اور مختلف موقعوں پر اپنی حقارت اور کمتری کا احساس بھی ہوتا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس عزیز بیمار کو اس مرض سے صحت دی؛ لیکن اس کی اس بیماری کو میرے لئے ایک انقلاب کا ذریعہ اور روحانی طلب کا ایک محرک بنا دیا، وہ دن مجھے ایک عرصہ گزر جانے کے بعد بھی نہیں بھولتے اور میں اس کا اپنی زندگی میں نمایاں اثر محسوس کرتا ہوں جس کے بعد ہی مجھے بعض ان حقیقتوں کی تلاش ہوئی جن کا احساس بھی اس خالص علمی اور ادبی ماحول میں نہ تھا، زندگی تکلیف اور درد کا احساس اور غمخواری و دل جوئی اور خدمت کی قدر و قیمت نگاہوں میں بہت بڑھ گئی، اس وقت اپنے عزیز مریض کی تکلیف دور کرنے کا جو شدید جذبہ اور اس کی راحت سے جو روحانی مسرت ہوتی تھی اور اپنی اس کس مپرسی اور دل شکستگی کی حالت میں تسکین و ہمدردی اور شفقت و اعتراض کی جو قدر و قیمت محسوس ہوتی تھی وہ آج بھی تازہ ہے اور یہ عقیدہ سا بن گیا ہے کہ ؎

دل بدست آور کہ حج اکبر است

☆☆☆☆☆

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام کی جدید و دیدہ زیب طباعت

☆ تحفۂ برما

[جدید ایڈیشن اہم اضافوں کے ساتھ]

از حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
مرتب سید محمود حسن حسنی ندوی

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی برما میں مختلف اجتماعات و مجالس میں کی گئیں فکر انگیز، روح پرور اور ایمان افروز تقریروں میں سے وہ اہم تقریریں جن میں اسلام کی حفاظت و اشاعت کے ضروری کام اور ہم وطنوں کو اس سے متعارف و مانوس کرانے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ یہی ابراہیمی میراث ہے اور اسی میں مسلمانوں کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔

☆ تفسیر ماجدی (جلد دوم)

[جدید ایڈیشن]

از مولانا عبد الماجد دریابادیؒ

(تفسیر ماجدی کی نئی تقسیم)

١٤٣٢ھ مطابق ٢٠١١ء کے ایڈیشن سے اس تفسیر کو قرآن مجید کی منزلوں کے اعتبار سے منقسم کر کے شائع کیا جا رہا ہے، اس لئے اب ہر جلد ایک منزل پر مشتمل ہوگی، اس طرح تفسیر ماجدی ان شاء اللہ سات جلدوں میں مکمل ہوگی۔

نوٹ: طلباء کے لئے خصوصی رعایت

ناشر: مجلس تحقیقات ونشریات اسلام

پوسٹ بکس ١١٩، ندوۃ العلماء کیمپس، ٹیگور مارگ، لکھنؤ

Ph No.: 0522-2741539 - Mob No.: 9889378176

مجلس صحافت ونشریات

کی مطبوعات کے جدید ایڈیشن

١۔ تاریخ ندوۃ العلماء (اول)	Rs:١٠٠
٢۔ تاریخ ندوۃ العلماء (دوم)	Rs:١٢٠
٣۔ سوانح مولانا محمد یوسفؒ	Rs:٢٠٠
٤۔ سوانح مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادیؒ	Rs:٣٠
٥۔ سیرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ	Rs:١٠٠
٦۔ تفہیم المنطق	Rs:١٢٠
٧۔ اسلام کی تعلیم	Rs:٤٠

ناشر

مجلس صحافت ونشریات

ٹیگور مارگ، ندوۃ العلماء لکھنؤ

مقاصد حج

سفر حج اور سفر آخرت

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

اے دوست! خانہ کعبہ خدائے عزوجل کا گھر ہے، یہ زمین وآسمان کے بادشاہ کا دربار ہے، تم اس کے دربارشاہی میں جارہے ہو، گویا اس کی زیارت کو جارہے ہو، بے شک اس دنیا میں تمہاری آنکھ دیدار الٰہی کی استعداد نہیں رکھتی؛ لیکن بیت اللہ کا قصد کرنے سے، اس گھر کی زیارت کرنے سے اسی کے وعدے کے بموجب تمہیں آخرت میں رب البیت کا دیدار نصیب ہوسکتا ہے، حج کا یہ سفر بالکل آخرت کے اس سفر کی طرح ہے جس کے بعد اس کا دیدار ہوگا۔ دیکھو! آج کا یہ سفر ضائع نہ ہوتا کہ آخرت میں مقصود زیارت یعنی دیدار الٰہی ہاتھ سے نہ جانے پائے، ہر گام سفر آخرت کو یاد رکھو، آخرت کی تیاری کرو، تب ہی مقصود سفر حاصل ہوگا۔

اے دوست! یاد رکھو! اس سفر کی اصل سواری شوق کی سواری ہے، جتنی شوق کی آگ تیز ہوگی اتنی ہی مقصد تک رسائی یقینی ہوگی، اللہ تعالیٰ سے خوب محبت کرو، جس دل میں اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی اس دل میں دیدار کعبہ کا شوق بھڑک اٹھے گا کہ وہ محبوب کے دیدار کا وسیلہ ہے۔ محبوب سے جس چیز کو بھی نسبت ہوجائے محبت کرنے والے کو وہ چیز جان ودل سے محبوب ہوجاتی ہے۔ اس کا شہر اس کی گلی، اس کا گھر اس کا در [illegible]

کعبہ کو اللہ تعالیٰ نے "میرا گھر" کہا ہے اگرچہ وہ اس سے پاک ہے کہ کسی گھر میں رہے۔ جب محبوب لامکان نے ایک مکان کو اپنا گھر بنالیا ہے تو کوئے یار تک پہنچنے کے لئے شوق سے بے تاب دل کی رفاقت سب سے بڑھ کر حصول مقصد کی ضامن وکفیل ہے۔

اے دوست! احرام کے لیے چادریں خریدو تو وہ دن یاد کرو جب تم کفن کی دو بے سلی چادروں میں لپیٹے جاؤگے، ہوسکتاہے کہ حج کا سفر پورانہ ہواور راستے ہی میں موت آجائے، مگر کفن میں لپٹ کر اللہ تعالیٰ سے ملاقات تو یقینی ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت روزمرہ کا لباس اتار کر اس سے مخالف لباس پہنے بغیر نہیں ہوسکتی، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی زیارت بھی اس کے بغیر نہ ہوگی کہ دنیا کو اتار کر اس سے مخالف لباس میں ملبوس ہوجاؤ۔

تم اگر خانہ کعبہ کے مشتاق اس لیے ہو کہ وہ اللہ کا گھر ہے تو صرف اسی نسبت سے اس کا سفر کرو گویا اپنی نیت اور ارادہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرلو، خوب یاد رکھو کہ بجز اخلاص کے کوئی ارادہ اور کوئی عمل اس کے ہاں قبول نہیں، اس لیے خاص طور پر جس بات میں ریا ہو اور شہرت کی تلاش ہو، اس کو ترک کردو، اس سے بری بات کیا ہوسکتی ہے کہ سفر تو بادشاہ سے ملاقات کے لیے ہو اور مقصود اس [illegible] کے سوا

کچھ اور ہو۔ دل میں بیت اللہ اور رب البیت کا مقام پہچانو گے اور یاد رکھو گے، تو پھر ارادہ اس سے کسی کم تر چیز کا نہ کروگے۔

سفر حج بھی ہر سفر کی طرح ترک علائق سے شروع ہوتا ہے، گھر چھوڑتے ہو، گھر والے چھوڑتے ہو، مال وتجارت ترک کرتے ہو، وطن سے جدا ہوتے ہو، مگر اس سفر میں کامیابی کے لیے سب سے پہلے ان حقوق سے تعلق منقطع کرو، جو دوسروں کے اپنے ہاتھوں میں دبا رکھے ہیں اور ایسے سارے حقوق حقداروں کو واپس کردو۔

یادرکھو! ذرہ برابر ظلم بھی اگر کسی پر کیا ہے تو وہ تمہارا قرض خواہ ہے، وہ تمہارا گریبان پکڑ کر کہتا ہے، تم کہاں جاتے ہو؟ شرم نہیں آتی کہ جاتے ہو شہنشاہ کے گھر اور اپنے گھر میں اس کے حکم کو اس قابل بھی نہیں سمجھتے کہ اس کی تعمیل کرو، ڈرتے نہیں کہ اتنے گناہوں کے ساتھ کہیں وہ تمہیں واپس نہ کردے، اس لیے اگر اپنی زیارت کی قبولیت چاہتے ہو، تو خالص توبہ کرکے ہر گناہ سے تعلق توڑ لو، حقوق جو ظلم سے لیے ہیں، واپس کردو اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں لگ جاؤ۔

اپنے دل کا علاقہ ماسوا اللہ سے بھی منقطع کرلو اور جس طرح اپنے سفر کا رخ اس کے گھر کی طرف کرلیا ہے، اپنے دل کا رخ بھی اسی کی طرف کرلو، وطن سے تعلق اس طرح منقطع کرلو جیسے پھر لوٹ کر نہ آؤ گے، اہل وعیال کے لیے وصیت لکھ کر جاؤ، سفر کا سامان کرتے ہو تو اتنا خرچ ساتھ لینے کا اہتمام کرتے ہو کہ کسی جگہ کمی نہ پڑے، یاد رکھو کہ

آخرت کا سفر اس سفر کی بہ نسبت کہیں زیادہ طویل اور کٹھن ہے اور اس سفر کا سامان تقویٰ ہے، تقویٰ کے علاوہ ہر مال واسباب دغا دے گا اور موت کے وقت پیچھے رہ جائے گا، اس فکر اور کوشش میں رہو کہ اعمال حج میں ایسی آمیزش یا نقص نہ آجائے کہ وہ موت کے بعد تمہارا ساتھ نہ دے اور اس سفر سے تم سفر آخرت کے لیے تقویٰ کا زاد راہ زیادہ سے زیادہ جمع کرلو۔

اے دوست! اہل وعیال اور مال واسباب سے رخصت ہوکر جب سواری پر سوار ہو، تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو جس نے خشکی پر، پانی میں، ہوا میں ہر قسم کی سواری کو تمہارے لیے مسخر کردیا، حج کی سواری پر نظر پڑے تو اپنے جنازے کو نگاہوں کے سامنے رکھو، جس پر سوار ہوکر ایک روز آخرت کی طرف کوچ کرنا ہوگا، آج حج کی سواری پر سفر اس طرح کرو کہ جنازے پر سفر کرنا آسان ہو، کیا معلوم کہ موت سفر حج سے بھی زیادہ قریب ہو۔

اے دوست! احرام کے لیے چادریں خرید دتو وہ دن یاد کرو جب تم کفن کی دو بے سلی چادروں میں لپیٹے جاؤگے، ہوسکتا ہے کہ حج کا سفر پورا نہ ہو اور راستے ہی میں موت آجائے، مگر کفن میں لپٹ کر اللہ تعالیٰ سے ملاقات تو یقینی ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت روزمرہ کا لباس اتار کر اس سے مخالف لباس پہنے بغیر نہیں ہوسکتی، اللہ تعالیٰ کی زیارت بھی اس کے بغیر نہ ہوگی کہ دنیا کو اتار کر اس سے مخالف لباس میں ملبوس ہوجاؤ۔

اے دوست! شہر سے نکلتے ہو تو اہل وعیال اور وطن سے جدا ہوکر ایسے سفر پر جاتے ہو جو دنیا کے اور سفروں سے کوئی مشابہت نہیں رکھتا، سوچنا چاہیے کہ میرا مقصد کیا ہے؟ میں کہاں جارہا ہوں؟ اور کس کی زیارت مطلوب ہے؟ اچھی طرح یاد رکھو! کہ اس سفر سے تمہارا مقصود اللہ تعالیٰ ہے، اسی کے گھر جارہے ہو، اسی کے شوق دلانے سے، اسی کے حکم سے، سارے تعلقات ترک کرکے اس گھر کی طرف جارہے ہو جس کی شان انتہائی عظیم ہے، جس کی زیارت کے وسیلے خود صاحب گھر کی زیارت تمہیں نصیب ہوگی، مگر امید اپنے اعمال سے نہ رکھو، بھروسہ صرف اللہ تعالیٰ کے فضل پر رکھو، وہ میرے ساتھ ہوگا، میری مدد کرے گا، میری دست گیری ورہنمائی کرے گا، مجھے منزل مراد تک پہنچائے گا، یہ کرم اس کا کیا کم ہے کہ اس سفر سے اگر تم خانہ کعبہ نہ بھی پہنچ سکو اور راستے ہی میں موت آجائے تو بھی اس سے ملاقات اس حال میں ہوگی کہ تم اس کی طرف سفر میں ہو، پھر اس کے سارے وعدے پورے ہوں گے، کیا اس نے وعدہ نہیں فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ﴾ (النساء: ۴/۱۰۰) اور جو اپنے گھر سے اللہ اور رسول ﷺ کی طرف ہجرت کے لیے نکلے، پھر راستے ہی میں اسے موت آجائے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے واجب ہوگیا۔

شہر سے نکل کر میقات تک سفر کرو، تو موت کے بعد جسم سے نکل کر میقات قیامت تک کے سفر کے احوال یاد کرو، قبر کی تنہائی اور عذاب، آگے کے اندیشے اور خطرات منکر نکیر کے سوالات۔

اے دوست! میقات پر "لبیک" کہو، تو دل خوف وامید سے لرز جائے، یہ رب کائنات کی پکار ہے، جس پر تم کہہ رہے ہو کہ میں حاضر ہوں، کہیں یہ نہ کہہ دیا جائے کہ "لا لبیک ولا سعدیک" نہ تم خدمت کے لیے حاضر ہو نہ ہمارے لیے مستعد، ابوسلیمان دارانیؒ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ جو شخص ناجائز مال رکھتے ہوئے حج کرتا ہے، اس سے کہا جاتا ہے کہ نہ تیرا "لبیک" معتبر ہے نہ "سعدیک" جب تک تو وہ چیز نہ واپس کردے جو دوسروں کی تیرے قبضے میں ہے، مگر انتہائی خوف کے ساتھ پوری امید رکھو کہ وہ جواب قبول فرمائے گا، اپنے عمل اور طاقت پر نہ جاؤ، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر تکیہ رکھو۔

اللہ تعالیٰ کی پکار پر "لبیک" کہو تو وہ وقت بھی یاد رکھو جب صور پھونکا جائے گا اور لوگ اٹھ کر میدان قیامت میں جمع ہوجائیں گے، سوچو کہ کس صف میں جاؤں گا اور میرا نامہ اعمال کس ہاتھ میں دیا جائے گا؟ مقربین میں؟ اصحاب الیمین میں؟ یا اصحاب الشمال میں؟

اے دوست! جو حرم میں داخل ہوجاتا ہے مامون ہوجاتا ہے، مکہ میں داخل ہو تو اللہ تعالیٰ کے غضب اور آگ کو یاد کرو اور اس سے پوری امید رکھو کہ وہ تمہیں اپنے غضب اور اپنی آگ سے بھی مامون رکھے گا، یہ خلش بھی دل میں رہے کہ میں اس قرب کا اہل نہ ہوا تو کہیں مستحق غضب نہ ٹھہروں، مگر رحمٰن کے گھر تک پہنچ جانے کے بعد، اس کا مہمان بن جانے کے بعد، اس کے جوار میں بسیرا کرلینے کے بعد چاہئے کہ ہر جگہ امید خوف پر غالب رہے، اس کا کرم عام ہے اور خانہ کعبہ کے شرف وعظمت کی رعایت سے آنے والے کا اکرام ہوتا ہے اور پناہ مانگنے والے کی حرمت بھی تلف نہیں کی جاتی۔

اے دوست! ایسا نہ ہو کہ خانہ کعبہ پر نظر پڑے اور نگاہ ودل عظمت کعبہ پر نہ ہو جو 'البیت' کو دیکھتا ہے، وہ یہ جانے کہ گویا رب 'البیت'

کو دیکھتا ہے، اس کی تجلی سے ہوش وحواس ٹوٹ پھوٹ جائیں تو بھی کم ہے، شکر کرے کہ اس نے اس مقام تک پہنچایا، اس وقت کو یاد کرے جب چہرے ﴿الی ربھا ناظرۃ﴾ کی نعمت سے شادکام ہوں گے، اور امید رکھے کہ آج جس طرح اس کا گھر سامنے ہے کل اسی طرح وہ خود نگاہوں میں ہوگا۔

اے دوست! طواف کا قصد کرو، تو دل ذوق وشوق، خوف ورجا، محبت وتعظیم سے بھرا ہوا ہو، یہ خیال نہ کرنا کہ طواف کا مقصد صرف اتنا ہے کہ جسم بیت اللہ کا طواف کرے، نہیں! طواف کا برتر واعلیٰ مقصد یہ ہے کہ دل "رب البیت" کا طواف کرے، یاد کا مرکز وہی بن جائے، خانہ کعبہ عالم ظاہر میں دربار الٰہی کا نمونہ ہے، ان فرشتوں کی طرح طواف کرو جو عرش کا طواف کرتے ہیں۔

حجر اسود کو بوسہ دو تو یہ جانو کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر اطاعت وفرمانبرداری کی بیعت کر رہے ہو، حجر اسود جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا داہنا ہاتھ زمین پر ہے جس سے وہ اپنے بندوں سے اس طرح مصافحہ کرتا ہے جس طرح ایک آدمی اپنے بھائی سے مصافحہ کرتا ہے (مسلم)۔ یہ تمہاری خوش قسمتی ہے کہ یہاں پہنچ گئے، اب اللہ تعالیٰ سے وفائے عہد کو پختہ تر کرلو اور بے وفائی سے بچنے اور اس کے غضب سے ڈرتے رہنے کا عزم تازہ کرلو۔

اب خانہ کعبہ کا پردہ پکڑلو، گویا اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑ رہے ہو، ملتزم سے چمٹ جاؤ گویا کہ اس سے قریب ہوگئے، دربار پر سر رکھ دو جیسے کوئی خطا کار دامن پکڑتا ہے، معافی کے لیے عاجزی کرتا ہے، یہ وقت اور مقام الحاح وزاری، توبہ واستغفار، ندامت وشوق اور رجا وخوف کا وقت اور مقام ہے۔ رو رو کر عرض کرو کہ "آپ کا دامن چھوڑ کر کہاں جاؤں، کس کے آگے ہاتھ پھیلاؤں، کس کے قدم پکڑلوں؟ میرا ملجا وماویٰ آپ کے سوا کوئی نہیں، آپ کے کرم وعفو کے سوا میرا ٹھکانہ کوئی نہیں، آپ کا دامن نہ چھوڑوں گا، آپ کے در سے نہ ہٹوں گا جب تک آپ میری خطاؤں کو معاف نہ فرمائیں اور آئندہ امن میں نہ رکھیں، آپ کریم ہیں، در کریم پر آیا ہوں، بصد عجز ونیاز آیا ہوں، بصد امید آیا ہوں، اگر آپ دامن عفو میں پناہ نہ دیں تو کہاں جاؤں، کیا کروں"۔

اے دوست! صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرو تو ایک خطا کار، عاجز، ذلیل، مسکین ودرماندہ غلام کی طرح جو بادشاہی محل کے صحن میں چکر لگائے کبھی خلوص کا اظہار کرے شاید کہ بادشاہ نظر رحمت سے سرفراز کرے، کبھی اندیشے سے غم ناک ہو کہ نہ معلوم بادشاہ قبول کرے یا نہ کرے اور میرے بارے میں کیا حکم کرے۔ بار بار آؤ اور جاؤ کہ اول دفعہ میں رحم نہ کرے، دوسری دفعہ میں کردے، یہ بھی خیال کرو کہ میزان کے دونوں پلڑوں کے درمیان بھی اسی طرح پھرنا ہوگا، ایک پلڑے میں نیکیاں اور دوسرے میں خطائیں ہوں گی، نہ معلوم کون سا جھک جائے، اسی امید وبیم میں صفا اور مروہ کے درمیان چلتے رہو۔

اے دوست! عرفات کے میدان میں قدم رکھو تو میدان قیامت کا منظر یاد کرو، یہاں لوگوں کا ازدہام، آوازوں کا بلند ہونا، زبانوں کا اختلاف، رنگوں کا اختلاف، وہاں قیامت کے دن اول وآخر سب جمع ہوں گے، سب سے پوچھ گچھ ہوگی، سب کے چہروں کے رنگ مختلف ہوں گے، سب اپنے اپنے اعمال کے مطابق گروہوں میں منقسم ہوجائیں گے، یاد رکھو! یہ وہ مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں، ان رحمتوں کو ان صالحین کے قلوب جذب کرلیتے ہیں، جو ایک وقت میں ایک جگہ جمع ہوکر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں، ذلت ومسکنت کے ساتھ گڑگڑاتے ہیں، اسی کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہیں، رحمت الٰہی کے نزول کے لیے کوئی طریقہ اس کے برابر نہیں کہ صالحین کہ ہمتیں مجتمع ہوجائیں اور ایک وقت میں ایک زمین پر صالحین کے قلوب ایک دوسرے کی مدد کریں، یہ گمان نہ کرنا کہ ان کی امیدیں پوری نہ ہوں گی، یہ محروم رہیں گے اور ان کی کوششیں بے کار جائیں گی، نہیں! ان پر وہ رحمت نازل ہوگی جو سب کو ڈھانپ لے گی، یہ وہ مقام ہے کہ قبولیت کی امید کامل ہی قبولیت کی نشانی ہے بس ٹوٹ کر گریہ وزاری کرو اور حق تعالیٰ سے مانگو:

"اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَسْمَعُ کَلَامِیْ وَتَرٰی مَکَانِیْ وَتَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ وَلَا یَخْفٰی عَلَیْکَ شَیْءٌ مِّنْ اَمْرِیْ وَاَنَا الْبَائِسُ الْفَقِیْرُ وَالْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ وَالْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِہٖ اِلَیْکَ اَسْأَلُکَ مَسْأَلَۃَ الْمِسْکِیْنِ وَاَبْتَھِلُ اِلَیْکَ اِبْتِھَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ وَاَدْعُوْکَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِیْرِ وَدُعَاءَ مَنْ خَضَعَتْ لَکَ رَقَبَتُہٗ وَفَاضَتْ لَکَ عَبْرَتُہٗ وَذَلَّ لَکَ جِسْمُہٗ وَرَغِمَ لَکَ اَنْفُہٗ رَبِّ لَا تَجْعَلْنِیْ بِدُعَائِکَ شَقِیًّا وَّکُنْ بِیْ رَءُوْفًا رَّحِیْمًا یَا خَیْرَ الْمَسْئُوْلِیْنَ یَا خَیْرَ الْمُعْطِیْنَ"۔

(اے اللہ! آپ میری بات سنتے ہیں، میرا مقام دیکھتے ہیں، میرے کھلے چھپے سب کو جانتے ہیں، میرا کوئی حال، کوئی معاملہ، کوئی ضرورت آپ سے پوشیدہ نہیں، میں انتہائی مصیبت زدہ اور بالکل فقیر ہوں، میں آپ سے فریاد کرتا ہوں اور پناہ طلب کرتا ہوں، کانپتا ہوں اور ڈرتا ہوں، آپ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کا اقرار اور اعتراف کرتا ہوں، میرا سوال ایک مسکین کا سوال ہے، گڑگڑا رہا ہوں کہ سخت ذلیل، گناہگار ہوں، آپ کو پکار رہا ہوں کہ ڈر کا مارا اور نقصان زدہ ہوں، میری گردن آپ کے آگے جھکی ہوئی ہے، جسم آپ کے سامنے ذلیل ورسوا ہے، ناک آپ کے سامنے خاک آلود ہے اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں، ایسا نہ کیجیے کہ آپ سے مانگنے کے بعد میں بدبخت رہوں، مجھ کو اپنی رحمت وشفقت سے ڈھانپ لیجیے، اے سب سے بہتر جس سے مانگنے والا مانگے، اے سب سے بہتر عطا کرنے والے!)

"اِلٰھِیْ تَجَنَّبْتُ عَنْ طَاعَتِکَ عَمْدًا وَتَوَجَّھْتُ اِلٰی مَعْصِیَتِکَ قَصْدًا فَسُبْحَانَکَ مَا اَعْظَمَ حُجَّتَکَ عَلَیَّ وَمَا اَکْرَمَ عَفْوَکَ عَنِّیْ، فَبِوُجُوْبِ حُجَّتِکَ عَلَیَّ وَانْقِطَاعِ حُجَّتِیْ عَنْکَ وَفَقْرِیْ اِلَیْکَ وَغِنَاکَ عَنِّیْ اِلَّا غَفَرْتَ لِیْ یَا خَیْرَ مَنْ دَعَاہُ دَاعٍ وَاَفْضَلَ مَنْ رَجَاہُ رَاجٍ بِحُرْمَۃِ الْاِسْلَامِ وَبِذِمَّۃِ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ فَاغْفِرْ لِیْ جَمِیْعَ ذُنُوْبِیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْ مَوْقِفِیْ ھٰذَا مَقْضِیَّ الْحَوَائِجِ وَھَبْ لِیْ مَا سَأَلْتُ وَحَقِّقْ رَجَائِیْ فِیْمَا تَمَنَّیْتُ"۔

(میرے اللہ! میں نے جانتے بوجھتے آپ کی اطاعت سے روگردانی کی اور نافرمانیاں کرتا رہا، آپ پاک ہیں، آپ کی حجت تو میرے خلاف بہت بڑی ہے، مگر آپ کا مجھے معاف کرنا کتنا بڑا کرم ہے، پس اس حال میں کہ آپ کی حجت میرے خلاف ثابت ہے اور میرے پاس آپ کے سامنے کوئی حجت نہیں، میں سراسر آپ کا محتاج ہوں اور آپ مجھ سے بے نیاز، آپ مجھے معاف ہی فرما دیجیے، اے سب سے بہتر جس سے مانگنے والا مانگے اور سب سے افضل جس سے امید باندھنے والا امید باندھے، اسلام کی حرمت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ تیرے سامنے پیش کرتا ہوں، میرے سارے گناہ بخش دیجیے اور میری ساری حاجتیں پوری کرکے مجھے اس موقف سے واپس بھیجیے، جو کچھ میں نے مانگا ہے مجھے دے دیجیے اور جس چیز کی تمنا کی ہے اس میں میری توقع پوری کیجیے۔)

"اِلٰھِیْ مَنْ مَدَحَ لَکَ نَفْسَہٗ فَاِنِّیْ لَائِمٌ نَفْسِیْ اِلٰھِیْ اَخْرَسَتِ الْمَعَاصِیْ لِسَانِیْ فَمَا لِیْ وَسِیْلَۃٌ مِنْ عَمَلِیْ وَلَا شَفِیْعٌ سِوَی الْاَمَلِ اِلٰھِیْ اِنِّیْ اَعْلَمُ اَنَّ ذُنُوْبِیْ لَمْ تُبْقِ لِیْ عِنْدَکَ جَاھًا وَّلَا لِلْاِعْتِذَارِ وَجْھًا وَّلٰکِنَّکَ اَکْرَمُ الْاَکْرَمِیْنَ اِلٰھِیْ اِنْ لَّمْ اَکُنْ اَھْلًا اَنْ اَبْلُغَ رَحْمَتَکَ فَاِنَّ رَحْمَتَکَ اَھْلٌ اَنْ تَبْلُغَنِیْ وَرَحْمَتُکَ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ وَّاَنَا شَیْءٌ اِلٰھِیْ! اِنَّ ذُنُوْبِیْ وَاِنْ کَانَتْ عِظَامًا وَّلٰکِنَّھَا صِغَارٌ فِیْ جَنْبِ عَفْوِکَ فَاغْفِرْھَا لِیْ یَا کَرِیْمُ"۔

(میرے اللہ! کوئی تیرے سامنے اپنی تعریف کیا کرے، میں تو اپنے کو ملامت کرتا ہوں، الٰہی گناہوں نے میری زبان گونگی کردی، میرے پاس اپنے عمل کا وسیلہ بھی نہیں، امید کے سوا اور کوئی سفارش کرنے والا نہیں، الٰہی! مجھے معلوم ہے کہ میرے گناہوں نے تیرے نزدیک میری کچھ قدر باقی نہ رکھی، نہ میرا منہ ہے کہ کوئی عذر پیش کروں؛ لیکن تو تمام کرم کرنے والوں سے زیادہ کریم ہے، الٰہی! اگرچہ میں اس قابل نہیں کہ تیری رحمت تک پہنچوں، مگر تیری رحمت کے تو شایان ہے کہ مجھ تک پہنچے، الٰہی! تیری رحمت ہر چیز کو شامل ہے اور میں بھی ایک چیز ہوں، اگرچہ میرے گناہ بہت بڑے ہیں؛ لیکن تیرے عفو کے مقابلے میں تو بہت چھوٹے ہیں، میرے گناہوں سے درگزر کر، اے کریم!)

"اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اَنْتَ وَاَنَا اَنَا وَاَنَا الْعَوَّادُ اِلَی الذُّنُوْبِ وَاَنْتَ اِلَی الْمَغْفِرَۃِ اِنْ کُنْتَ لَا تَرْحَمُ اِلَّا اَھْلَ طَاعَتِکَ فَاِلٰی مَنْ یَفْزَعُ الْمُذْنِبُوْنَ"۔

(اے اللہ! تو تو ہے اور میں میں، میں بار بار گناہوں کی طرف پلٹتا ہوں تو بار بار مغفرت کی طرف، میرے اللہ! اگر تو اپنے اطاعت کرنے والوں ہی پر رحم کرے تو گناہگار کس کی طرف جائیں گے۔)

اے دوست! کنکریاں مارنے میں نہ تو نفس کو کوئی مزہ ہے نہ عقل کو، اپنے نفس کو اور اپنی عقل کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے سرنگوں کردو، غلامی اور بندگی میں نفس وعقل کے لیے لذت بس تعمیل ارشاد میں ہوتی ہے، تعمیل ارشاد ہی سے دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد قائم ہوتی ہے، اقامت ذکر اللہ تعالیٰ ہی کے لیے طواف ہے، سعی ہے، رمی جمار ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی بروایت عائشہؓ)

قربانی بھی اطاعت امر کا اظہار ہے، اسی لیے باعث تقرب ہے، اللہ تعالیٰ سے امید رکھو کہ قربانی کے ہر جز کے بدلے تمہارے ہر جز کو آگ سے آزاد کرے گا۔

پس اے دوست سنو! حج کے ہر قدم پر سفر آخرت کو یاد کرو اور اس سفر کے لیے زاد راہ جمع کرو تاکہ کل تم "رب کعبہ" کے انعامات سے سرفراز ہو اور اس کی زیارت سے شادکام۔ (احیاء علوم الدین)

☆☆☆☆☆

عصر حاضر

دعوت اسلامی۔ منظم طریقہ کار کی ضرورت

مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی

اللہ تعالی کا شکر ہے کہ دنیا میں اگر شر کے عناصر اور اسباب میں اضافہ ہے اور مغربی تہذیب کے اثر سے مذہب، اخلاق اور انسانی قدروں کو چیلنج کا سامنا ہے، تو خیر کے اسباب و عناصر میں بھی نمایاں اضافہ ہوا ہے، اور دلوں کے خاکستر میں طلب حق کی چنگاری فروزاں ہے، اور حق کے چاہنے والے اور خیر کے کام کرنے والے بڑی تعداد میں موجود ہیں اور وہ نیکی کی راہ میں قیمتی سے قیمتی چیز کو قربان کرنے کے لئے تیار ہیں، یہ جہان رنگ و بو روز ازل سے ہی ایسے روشن و تابناک چہروں اور پاک وسادہ دل نفوس سے معمور رہا ہے، حق و انصاف کی راہ کے ایسے مجاہد غازی جو شب و روز انسان کی عظمت و کرامت کی فکر و کوشش کرتے رہتے ہیں، جو لوگوں کو تنگ دنیا سے وسعت کی طرف اور باطل مذاہب کے ظلم و جور، اوہام و خرافات کی تاریکیوں، گمراہ کن خیالات و نظریات اور مادیت پرستی سے قلبی تسکین و طمانینت اور سعادت و نیک بختی کی جانب گامزن کرنے کے درپے رہے ہیں، یہ روئے زمین ہمیشہ ایسے پاک باطن و نیک خصلت لوگوں سے پُر رہی ہے جن کے عزم و حوصلہ اور صلابت و استقامت کو کوئی طوفاں متزلزل نہیں کرسکا، اور ان کے اغراض و مقاصد کے حصول میں کوئی اشتعال انگیزی حائل نہیں ہوئی اور زندگی کی مادی ضروریات ان کے لئے بہانہ نہ بن سکیں، حق کے پیغام کو بلند کرنے میں ایسے لوگوں کا دل ہمیشہ بے چین رہتا ہے اور حق کے لئے انہوں نے ہر طرح کی قربانی دی، اور اس راہ میں پیش آنے والی دنیاوی مشکلات میں ان کو لذت محسوس ہوئی اور محرومیوں میں اور ظاہری ناکامیوں میں انہوں نے کامیابی کا سرور محسوس کیا۔

دنیا کا مستقبل روشن و تابناک ہے، اگر ایسے نفوس موجود ہوں جو دنیا کے شور و ہنگامے اور مادی زندگی کے شور و غل کے درمیان حق کی بات بلند کریں، حق کو تسلیم کریں اور اس کا دل سے اقرار کریں، داعیٔ حق کی قدر و عزت کریں، اور مخلص داعیوں کی بات کو بغور سننے کے لئے عوام کی توجہ مبذول کریں۔

راہ حق کے سلسلے میں اس بیداری کا ثبوت اس بات سے ملتا ہے کہ عوام مخلص داعیوں اور دین کے راستے میں سرگرم افراد اور تنظیموں کا تعاون کررہے ہیں، دینی اور اخلاقی لٹریچر کو قبول کررہے ہیں اور مدارس اور تعلیمی و تربیتی اداروں پر خرچ کیا جارہا ہے جو دنیا کے مختلف علاقوں میں سرگرم سفر ہیں، اگر ان تمام کوششوں اور سرگرمیوں کا سروے کیا جائے جو فکری بیداری، تعلیم و تربیت، سماجی ومعاشی اور زندگی کے دیگر مختلف میدانوں میں دینی جذبہ سے کی جارہی ہیں تو یہ عالمی تنظیموں اور اداروں سے فائق نظر آئیں گی جنہیں ہر طرح کے وسائل اور اسباب حاصل ہیں۔ مختلف قسم کی رکاوٹوں اور بندشوں کے باوجود ان دعوتی اور تعلیمی کوششوں کی کامیابی کو دیکھ کر دشمنان اسلام دہشت میں پڑگئے ہیں اور صدائے حق کو دبانے کے درپے ہوگئے ہیں، اور دعوتی اور تعلیمی اداروں اور تنظیموں کو نت نئے مسائل و مشکلات، سازشوں اور دیگر مسائل میں الجھانے کی عالمی سطح پر کوششیں کررہے ہیں، کہیں داعیوں کے سلسلہ میں شکوک وشبہات پیدا کئے جارہے ہیں، کہیں معمولی معمولی باتوں اور جھگڑوں میں ان کی توانائیوں کو ضائع کیا جارہا ہے، کہیں داخلی

> یورپی ممالک دعویدار ہیں کہ وہ سیکولر ہیں؛ لیکن وہ صرف اپنی نسلوں اور قوموں کا خیال کرتی ہیں، اپنے تصور حیات، خود ساختہ تمدن اور ثقافت کو عام کرنے کے لئے اپنے سیاسی اور اقتصادی وسائل استعمال کرتی ہیں اور اس کو زبردستی نافذ کرنے کے لئے طرح طرح کے قوانین بناتی ہیں اور جو ممالک ان کے مفادات کا خیال نہیں کرتے ان کو سزا دی جاتی ہے، اس کے برخلاف اسلامی ممالک اس سلسلے میں بڑی مصلحت کوشی اور تحفظ برتتے ہیں اور دوسرے اسلامی ملکوں میں ہونے والی انسانی حقوق کی پامالی اور ان پر ہورہے مظالم کے خلاف مذمت کرنا بھی گوارہ نہیں کرتے یہاں تک کہ وہ انسانی بنیادوں پر بھی اسلامی اصولوں کے مطابق اپنی رائے ظاہر کرنے کے روادار نہیں ہوتے۔

تنازعات اور اختلافات کو ہوا دی جارہی ہے، کہیں انہیں تعلیم و تربیت اور ترقی کے میدان سے دور کیا جارہا ہے، کہیں عوامی بغاوت کے ذریعہ انتشار اور عدم استقرار پیدا کیا جارہا ہے، کہیں اصلاح و تبدیلی اور ترقی کے نام پر سامراجی اور الحادی نظام کو رائج کیا جارہا ہے۔

راہ حق کے سلسلہ میں خوش شگونی اور امید محض ان متحرک اصلاحی تنظیموں اور اداروں کو دیکھ کر پیدا ہوتی ہے جو دنیا کے مختلف علاقوں میں سرگرم سفر ہیں، اگرچہ یہ تنظیمیں اور ادارے پوری دنیا میں پھیلی ہوئی انسانیت کے تقاضوں اور ضرورتوں کے پیش نظر ناکافی ہیں اور یہ ادارے انسانیت کو درپیش مسائل ومشکلات اور ان کی بیخ کنی کی سازشوں اور انہیں دیگر مسائل میں الجھانے کی عالمی کوششوں کو نظر رکھتے ہوئے کوئی بہت زیادہ وزن نہیں رکھتے، لیکن تعداد کی قلت اور وسائل کی کمی کے باوجود وہ زندگی کے بعض اہم پہلوؤں پر محیط ہیں اور زندگی وفکر کے بہت سے امراض کے لئے وہ شفا بخش ہیں اور ان کے ذریعہ زندگی کو ایک جان، ایک خوشگوار اور صالح فکر فراہم ہوتی ہے جو اس سے پہلے مفقود تھی اور اسکالروں اور محققین نے اس علم وفکر کے میدان میں ایسی ایسی خوشہ چینیاں شروع کردی ہیں جن سے اب تک صرف نظر کیا جارہا تھا، اور اصلاحی قوتوں کے اندر اتحاد و اتفاق اور استحکام و تقویت پیدا کرنے کے لئے یہ ادارے پورے طور پر کوشاں ہیں اور اس کے لئے ٹھوس اقدامات کررہے ہیں۔

اسلام پسندوں کی اصلاحی کوششیں ساری رکاوٹوں کے باوجود روز بروز بڑھتی اور پھیلتی جارہی ہیں، انہوں نے ایک قابل ذکر حلقہ اثر پیدا کرلیا ہے، یہ اب محض چند نفوس اور محدود وسائل پر ہی مشتمل نہیں ہیں، بلکہ نئی زندگی اور نئی روح ان کو روز بروز جلا بخش رہی ہے، جو کلمۂ حق بلند کرنے والوں کے لئے منجانب اللہ عطا ہوتی ہے، اسی طرح اللہ تعالی نے کام کرنے والوں کے ذریعہ اس امت کو بہت سے وسائل سے مالا مال کررکھا ہے، اس لئے اب یہ ممکن نہیں رہا کہ جور و جفا کی شکایت کرے، اگرچہ ماضی میں دعوت حق کی راہیں مسدود تھیں اور اس کے راستے مشکلات سے بھرے تھے، لیکن اب دعوتی عمل بھی ذریعہ معاش بن گیا ہے، جس کے راستے میں مخلص اور غیر مخلص دونوں ہی سرگرم ہوگئے ہیں، اور اس میں ایسے عناصر بھی در آئے ہیں جو اسلامی ماحول سے میل نہیں کھاتے، جس کی وجہ سے کبھی کبھی ایسی حرکتیں اور اعمال سرزد ہوجاتے ہیں جو حقیقی اسلامی تعلیمات سے مطابقت نہیں رکھتے۔

اسلامی سرگرمیاں جو انسانیت کی اصلاح کے لئے ہیں، اور مادی سیلاب کو روکنے کے لئے ہیں، دنیا کے مختلف حصوں میں سرگرم عمل ہیں، اس لئے اب ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ خالص اسلامی مزاج اور اس کی تعلیمات کے مطابق منظم طور پر اپنے پیغام اور عمل کو جاری کریں اور ان کو تخریب کاری یا تصادم سے بچائیں تاکہ ان کی مساعی ضائع نہ ہوں یا وہ ایسے مسائل میں الجھ نہ جائیں جو ان کے کام کی راہ میں رکاوٹ بن جائیں، اسی طرح ان کو اشتعال انگیزی اور غیر ضروری پروپیگنڈہ سے بھی گریز کرنے کی ضرورت ہے۔

دوسرا قابل توجہ پہلو یہ ہے کہ اس وقت دنیا میں جو سرگرمیاں جاری ہیں وہ کام کرنے والوں کے ذوق وحالات کے مطابق انفرادی کوششیں ہیں اور مشکل حالات میں بھی یہ مخلصانہ طور پر رواں دواں رہی ہیں جب کہ سامراجی دور میں داعیوں کو میدان کار میں بڑی رکاوٹیں پیش آتی تھیں اور سامراج نے آپسی اتحاد و توافق اور ملاقات اور مذاکرہ کو مشکل بنا دیا تھا، لیکن اب دنیا کے مختلف حصوں میں ایسے مراکز قائم ہیں جو دنیا کے حالات اور امکانات سے واقفیت رکھتے ہیں اور ان کے تجربات اور ریسرچ و تحقیقات سے اس کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے کہ حسب ضرورت اور وسائل وذرائع کی فراہمی کے مطابق ان کوششوں کے مابین اتحاد و ہم آہنگی پیدا کی جائے کیونکہ اب ایک دوسرے کے نقطہ نظر کو سمجھنے کی راہیں کھل رہی ہیں اور عالمی سطح پر ملاقاتوں و

> **آج ضرورت ہے کہ کام کے نئے میدان اختیار کیے جائیں، عملی طور پر اسلام کی حقانیت اور صلاحیت کو ثابت کیا جائے۔ زندگی کے مسائل کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں موثر معاصر علمی انداز میں حل کیا جائے اور زندگی کے تمام شعبوں میں اسلام کی صحیح اور بہتر نمائندگی پیش کی جائے تاکہ اسلام کی صحیح تصویر سامنے آئے اور قول وعمل کے درمیان جو تضاد ہے وہ دور ہو۔**

مذاکرات اور سیمناروں کا بھی انعقاد ہو رہا ہے اور مختلف موقعوں پر ایسے سیمناروں میں اس کے مواقع آتے رہتے ہیں جن میں ہم اپنی کوششوں کا جائزہ لے سکتے ہیں اور حالات کے مطابق حکمت عملی تیار کر سکتے ہیں تاکہ دنیا میں کوئی علاقہ حق کی صدا سے خالی نہ رہے اور کوئی فرد جام حق سے تشنہ کام نہ رہے۔

اسلامی ادارے عالمی پیمانے پر اس کار خیر کے لئے سرگرم ہیں اور وہ اتحاد واتفاق اور تربیت وسرپرستی کے اقدار کے حامل ہیں وہ اس بات کی طاقت رکھتے ہیں کہ ان تمام کوششوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کردیں اور علاقائی کوششوں کو ایک منصوبہ بند طریق عمل مہیا کریں، اس طرح وہ سب مل کر ایک ہی کشتی کے کھیون ہار اور ناخدا بن جائیں اور ایک ایسے سرسبز وشاداب علاقہ کی طرح ہوجائیں جس کو ایک ہی پانی سیراب کررہا ہو، اس طرح وہ اپنے رب کے حکم سے ثمر آور ہوسکیں۔

لیکن خود اسلامی ملکوں کی حکومتیں اس اتحاد واتفاق کے راستہ میں روڑا بن رہی ہیں، دعوتی اور اسلامی سرگرمیوں پر پابندیاں عائد کی جارہی ہیں، حتی کہ اسلامی نسبت اور دینی شعائر کو بھی دہشت گردی اور انتہاپسندی سے تعبیر کیا جارہا ہے۔

بعض مقامات پر صورت حال یہ ہے کہ یکساں کام کرنے والوں کی سرگرمیاں ایک ہی جگہ جمع ہوکر رہ گئی ہیں، جب کہ دوسرے علاقے تشنگی کے عالم میں زندگی بسر کررہے ہیں، اس لئے کہ مسلمان دنیا کے مختلف حصوں میں آباد ہیں اور بعض ایسے علاقے ہیں جہاں وسائل وذرائع کی بہتات وفراوانی ہے، تو بعض جگہوں پر فقر وفاقہ کی حکمرانی اور وسائل کی کمی، اسی طرح مسلمانوں کے مسائل بھی مختلف النوع ہیں، کہیں تعلیم کی ضرورت ہے، کہیں اقتصادی اصلاح کی، کہیں سماجی اصلاح کی، کہیں دینی دعوت وتربیت کی، کہیں انسانی خدمات کی، یہ سارے میدان عمل ہیں جن میں سرگرم عمل ہونا چاہئے۔

یورپی ممالک دعویدار ہیں کہ وہ سیکولر ہیں، لیکن وہ صرف اپنی نسلوں اور قوموں کا خیال کرتی ہیں، اپنے تصور حیات، خودساختہ تمدن اور ثقافت کو عام کرنے کے لئے اپنے سیاسی اور اقتصادی وسائل استعمال کرتی ہیں، اور اس کو زبردستی نافذ کرنے کے لئے طرح طرح کے قوانین بناتی ہیں، اور جو ممالک ان کے مفادات کا خیال نہیں کرتے ان کو سزا دی جاتی ہے، اس کے برخلاف اسلامی ممالک اس سلسلے میں بڑی مصلحت کوشی اور تحفظ برتتے ہیں اور دوسرے اسلامی ملکوں میں ہونے والی انسانی حقوق کی پامالی اور ان پر ہورہے مظالم کے خلاف مذمت کرنا بھی گوارہ نہیں کرتے یہاں تک کہ وہ انسانی بنیادوں پر بھی اسلامی اصولوں کے مطابق اپنی رائے ظاہر کرنے کے روادار نہیں ہوتے، اس کی ہمت محض وہ تنظیمیں اور تحریکیں کرتی ہیں جن پر ان کی حکومتوں کی جانب سے بڑی رکاوٹیں اور پابندیاں عائد ہیں، بعض مرتبہ تو یہ اسلامی ممالک ظلم وجور کرنے والوں کی ہم نوائی وپشت پناہی کرتے ہیں اور دشمنوں کے ساتھ دوستانہ روابط رکھتے ہیں، اسی کے ساتھ اسلامی تحریک ایسے اسلام دشمن میڈیا کا بھی سامنا کررہی ہے جو اسلامی امور کی تصویر کو غلط رخ دینا ہی اپنا اولین فرض تصور کرتا ہے، اس کی ضرورت ہے کہ اس میڈیا کا قوت کے ساتھ مقابلہ کیا جائے اور یہ کام اسلامی حکومتوں کے تعاون کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں ان کے حالات ومسائل کا جائزہ لیا جائے اور ان کے حقائق ومعاملات کا بھرپور تجزیہ کیا جائے اور ضرورت کے مطابق علمی وفکری سرمایہ کا تبادلہ وفراہمی کی جائے، اس طرح کے علاقے ہر ملک ووطن میں مل جائیں گے جو نظر انداز کردیئے گئے اور اپنی جانب توجہ کے طالب ہیں، اس وقت تمام تر توجہات بعض خاص ملکوں اور علاقوں تک محدود ہوکر رہ گئیں ہیں، اس لئے جب تحقیق ومطالعہ کے ذریعہ ان پسماندہ علاقوں کا جائزہ لیا جائے گا اور سرکاری حلقوں اور رضاکارانہ تحریکوں کے درمیان تعاون پیدا کیا جائے گا تو اس تحریک کے جو اثرات ونتائج ہیں وہ اس سے کہیں زیادہ بارآور ہوں گے، اور فیضان تو دراصل وہ ہے جو عام ہو اور ہر کس وناکس اس سے آسودہ ہو، بعض اداروں کی زیادہ تر توانائیاں ایسے اشکالات اور الزام تراشیوں کے دفاع پر صرف ہورہی ہیں جس کی اب کوئی ضرورت نہیں ہے، آج ضرورت ہے کہ کام کے نئے میدان اختیار کیے جائیں، عملی طور پر اسلام کی حقانیت اور صلاحیت کو ثابت کیا جائے، زندگی کے مسائل کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مؤثر معاصر علمی انداز میں حل کیا جائے اور زندگی کے تمام شعبوں میں اسلام کی صحیح اور بہتر نمائندگی پیش کی جائے تاکہ اسلام کی صحیح تصویر سامنے آئے اور قول وعمل کے درمیان جو تضاد ہے وہ دور ہو۔

☆☆☆☆☆

طلبائے مدارس سے چند باتیں

مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی

ہم کو مدرسہ میں اللہ تعالیٰ نے پہونچایا ہے

اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہاں بھیجا ہے آپ کو غور کرنا چاہئے کہ ہم کہاں سے آئے، کہاں تھے، کیا کررہے تھے، کیاسن رہے تھے اور کہاں پہنچ گئے، کوئی کھیت میں تھا، کوئی گھر میں تھا، کوئی کہیں تھا، کوئی دوکان میں تھا، کوئی اور کسی مدرسے میں تھا، کوئی اور دوسرے کام میں مشغول تھا، مختلف کاموں سے، مختلف علاقوں سے، مختلف لوگوں کے ساتھ آپ یہاں پر آئے، وہاں سے آپ کو کون لایا؟ یہاں کس نے پہونچایا؟ آپ یہی کہیں گے کہ اماں نے ابا نے پہونچایا، فلاں نے پہونچایا؛ لیکن حقیقتاً خدا نے پہونچایا اور یہ اسی طرح ہمارے ذہن میں آجائے کہ جس نے ہمیں یہاں پہونچایا ہے، ہمیں اس کی مان کر چلنا ہے، کوئی کہیں جاتا ہے کام کرنے، یا کوئی کسی کو کارخانے میں ملازم رکھتا ہے، تو ان کو مالک کے مطابق چلنا پڑتا ہے، ایسا نہیں ہوتا ہے کہ ان کا قانون کچھ اور ہو اور آپ کا کچھ اور، اگر آپ ایسا کرنے لگیں گے، تو آپ کارخانے سے نکالے جائیں گے، کارخانے والا یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ کارخانے کے وقت میں ملازم سنیما جائے یا کھیل کود کرے یا دوسری چیزوں میں دلچسپی لینے لگے، کہیں کھیل ہورہا تھا آپ نے کارخانہ چھوڑ دیا اور دیکھنے چلے گئے یا پروگرام دیکھنے لگے، وقت ضائع کریں تو کارخانے کا مالک بالکل پسند نہیں کرے گا اور کارخانے والا پہلے تو وارننگ دے گا پھر نہیں مانیں گے تو نکال دیئے جائیں گے، اسی وقت معطل کردیئے جائیں گے اور بسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ عہدہ گھٹا دیا جاتا ہے، آپ اونچے عہدے پر تھے، تنخواہ اچھی تھی، ایک دم سے تنخواہ بھی کم ہوگئی، عہدہ بھی گرگیا اور بسا اوقات ان کو سزائیں بھی دی جاتی ہیں اور اس کی مختلف شکلیں ہیں۔

آپ اور ہم جتنے بھی اللہ تعالیٰ کے کارخانے میں لائے گئے ہیں، وہ تیار ہوں تاکہ ہم اس کارخانے سے فائدہ اٹھاسکیں۔ دیکھئے معمولی معمولی چیزیں ہیں، صابن بنانے کا کارخانہ ہے، صابن کی کیا حیثیت ہے؛ لیکن صابن اتنی ضرورت کی چیز ہے کہ انسان کا اس کے بغیر گزارا نہیں ہے، کپڑا دھونا، ہاتھ دھونا وغیرہ وغیرہ، تو صابن کو ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ ہاتھ کی کھال نکل جائے اور اس سے نقصان پہونچے، وہ صابن زیادہ اچھا ہوتا ہے کہ نقصان نہ پہونچائے، تو اسی طرح کارخانے میں ہر چیز بنتی ہے اور مختلف چیزوں کے مختلف کارخانے ہوتے ہیں، آپ دیکھتے چلے جائیے کہیں صابن بن رہا ہے، کہیں بسکٹ، کہیں لوہے گلائے جارہے ہیں، کیلیں بن رہی ہیں، دیکھئے کیل معمولی چیز ہے پھر بھی بنائی جارہی ہے تو ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے انسان کو انسان بنانے کے کارخانے بھی رکھے ہیں، جہاں پر آپ کا اپائمنٹ ہوا ہے، یہاں پر آپ کو انسانیت کا پیغام دیا جاتا ہے، انسانیت کا درس دیا جاتا ہے تاکہ یہاں سے انسان بن کر نکلیں اور پھر انسان کو انسان بنائیں اور اچھی زندگی گزارنے کا طریقہ بتائیں کہ انسان بن کر کیسے رہیں؟ کیسے لوگوں سے معاملات کریں، یہ ساری چیزیں یہاں آپ کو سکھائی جائیں گی، اگر آپ کو کارخانہ میں جو خدا کا کارخانہ ہے جس میں آپ کا اپائمنٹ ہوا ہے، ملازم رکھا گیا ہے، اگر اپنے وقت کو ضائع کیا، تو اللہ تعالیٰ آپ کو سزائیں دے گا، اسی لئے آپ نے دیکھا ہوگا جو آپ کے فارغین ہیں وہ سیکھ کر یہاں سے نکلتے ہیں، دس دس سال سیکھ کر، بارہ بارہ سال سیکھتے ہیں اور سیکھنے کے بعد نکلتے ہیں تو جنہوں نے اپنا وقت ضائع کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے کارخانے میں رہ کر سیکھا نہیں ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ ان کو یہاں سے خارج کردیتا ہے، تب نکلنے کے بعد بیکار ہوجاتے ہیں، کسی کام کے نہیں رہتے چلے جائیے آج کتنے بڑے بڑے مدرسوں کے فارغ ہیں کہ ان بیچاروں کو ڈھونڈنا بھی مشکل ہورہا ہے، شناخت بدل جاتی ہے، کیفیت بدل جاتی ہے اور یہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کارخانہ میں انہوں نے سیکھا نہیں اور ان کی بات مانی نہیں، اپنی من مانی کرتے رہے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کو نکال دیا اور بعض لوگوں کا یہ ہوتا ہے کہ ان کو پیسہ تو بہت مل رہا ہے اور کما بھی خوب رہے ہیں، آپ چلے جائیے تو معلوم ہوگا کہ ان کی تنخواہ ایک لاکھ روپے مہینہ ہے؛ لیکن وہ بھی کمرے میں آکر کہتے ہیں کہ دعا فرمادیجئے سکون نہیں ہے، دل انتہائی بے چین ہے اور اندر سے اتنی پریشانی ہے کہ یہ لاکھ روپے بھی آپ لے لیجئے؛ لیکن سکون کی ایک گولی آپ دیدیجئے۔

اس میں بھی معاملہ وہی ہے کہ یہاں انہوں نے حاصل تو کیا؛ لیکن جو کام کرنا چاہیے تھا وہ جاکر الٹا کردیا جیسے کہ محاورہ ہے "پڑھیں فارسی بیچیں تیل یہ دیکھو قدرت کا کھیل" پڑھا تھا یہاں مدرسے میں، عربی پڑھی تھی اور علوم سیکھے تھے، مفتی بننا چاہیے تھا، محدث بننا چاہیے تھا، مقرر چاہیے تھا، داعی بننا چاہیے تھا اور اللہ کا نیک بندہ بننا چاہیے تھا؛ لیکن وہ کیا بن گئے؟

وہ پیسوں کی تھیلی بن گئے، وہ جاکر سائیکل رکشہ، موٹر چلانے والے بن گئے، تو ظاہر ہے آپ ہی نے تو غلط کام کیا، کیا سیکھا تھا اور کیا کررہے ہیں، جیسے کوئی کچھ خاص کام سیکھے اور اس کو چھوڑ کر دوسرے کام میں لگ جائے تو کیا انجام ہوگا؟ دردر کی ٹھوکریں کھاتا پھرے گا اور آخر میں جھک مار کر ادھر آئے گا، نہیں آئے گا تو پھر دھکے کھائے گا، یہی حال ہمارے فارغین کا ہوگیا ہے، یہ فارغین جو ہیں مارے مارے پھر رہے ہیں، چاہے جتنا بھی کما رہے ہوں، کارخانے سے وہ نکالے گئے ہیں، خدا نے انہیں پسند نہیں کیا، ادھر ادھر کے کام میں لگے ہیں، معمولی بات نہیں، لوگ سمجھتے نہیں، جو قرآن اور حدیث اچھی طرح سیکھیں اور اس کے بعد جاکر ادھر ادھر کے کاموں میں لگ جائیں تو اللہ تعالیٰ نے گویا کہ نکال دیا، وہ اس لائق نہیں ہیں کہ وہ قرآن وحدیث کو پڑھائیں اور قرآن وحدیث پر عمل کریں اسلئے اللہ تعالیٰ نے ناپسند کیا اور نکال دیا گیا۔

شکر ادا کیجئے

اب اگر کوئی پڑھ رہا ہے، تو اس پر شکر ادا کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ کا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے دو رکعت شکرانے کی پڑھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ توفیق عطا فرمائی، کیوں کہ ہم تو اس لائق نہیں تھے، تو اللہ تعالیٰ اس نعمت میں اضافہ فرمائے گا یعنی قرآن فہمی کی دولت ملے گی، حدیث پر عمل کرنے کی نعمت ملے گی اور لوگوں میں عزت ملے گی، خدا کے یہاں مقبولیت ملے گی اور ساری دنیا میں محبوبیت ملے گی؛ لیکن شکر ادا کرنا پڑے گا، اگر شکر ادا کیا مثلاً کبھی دل میں یہ خیال بھی ہم کیوں پڑھا رہے ہیں مدرسہ میں یا کیوں پڑھ رہے ہیں مدرسہ میں، یہ سب سے بڑی ناشکری ہے جیسے ہمارے بہت سے طلبہ ہیں جن کے منہ میں پانی بھر آتا ہے کالج کے لڑکوں کو دیکھ کر اور ان کی پینٹ اور کوٹ کو دیکھ کر، وہ سمجھتے ہیں کہ ہم وہاں چلے جائیں، تو ظاہر ہے کہ ناشکری شروع ہوگئی، یہ اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہے، آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی دولت عطا فرمائی ہے اور دوسروں کو دیکھ رہے ہیں لالچ میں، تو آپ کو کیا ملے گا، یہیں سے بے برکتی شروع ہوجاتی ہے کہ آپ مجبوراً یہاں لائے گئے ہیں، آپ کو باندھ کر پکڑ کر یہاں لایا گیا ہے کہ آپ صبح وشام ہائے ہائے کررہے ہیں اور ہائے ہائے کا نتیجہ یہ ہے کہ نقالی کرنے لگے ہیں، نقالی بھی ناشکری کی علامت ہے، ورنہ آدمی اپنے سے کم آدمی کی نقالی نہیں کرتا، جس کو اپنے سے بڑا اور اچھا سمجھتا ہے، اسی کو محبوب بناتا ہے، آدمی نقالی اسی کی کرتا ہے۔

اپنی دولت کی قدر کیجئے

اگر آپ ان کی نقالی کررہے ہیں، آپ اپنے کو کم سمجھ رہے ہیں کہ ہمارے پاس دولت کم ہے، ان کے پاس زیادہ ہے حالانکہ برعکس ہے معاملہ، آپ کے پاس زیادہ ہے ان کے پاس کم ہے؛ لیکن اپنی دولت پڑیا کے اندر ہے اور یہ پڑیا بند ہے، اس کو کھولئے تو یہ آپ کا موتی دس کروڑ کا اور ان کی ساری دوکان جو موتیوں سے بھری پڑی ہے وہ بک جائے گی پانچ ہزار میں، تو کہاں ایک کروڑ اور کہاں پانچ ہزار، کوئی جوڑ ہے؟ لیکن یہ اسی وقت ہوگا جب آپ شکر ادا کرنا شروع کریں ورنہ آپ موتی کو پہچان ہی نہیں پائیں گے۔

قدر گوہر شاہ داند
یا بداند جوہری

یہ دولت وراثت میں مل گئی اسی لئے آپ قدر پہچانتے نہیں اور آپ کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور ہم طالب علم یعنی عالم بننے جارہے ہیں، آپ کے باپ دادا عالم تھے تو ان کی وجہ سے آپ یہاں آگئے اور آپ یہ نہیں جانتے کہ آپ کو کتنی بڑی دولت مل گئی، یہ ٹائٹل جو آپ کے ابا سے دادا سے ملا، پردادا سے ملا، اس کو پہچانتے نہیں، پتھر کتنا قیمتی ہے ہر آدمی نہیں پہچانتا، پتھر کے بارے میں ایک صاحب جو پتھر کا کام کرتے ہیں، بتانے لگے کہ مولانا! بڑا دھوکا ہوتا ہے ہم لوگ پتھر لے آتے ہیں، بعض بڑے قیمتی ہوتے ہیں بعض پتھر بہت کم قیمتی ہوتے ہیں، ایک پتھر دس روپے کا ہے اور ایک پتھر دس ہزار کا، جو لوگ نہیں پہچانتے ہیں وہ دھوکا کھا جاتے ہیں، جب لوگ خریدنے آتے ہیں پتھر، تو ہم لوگ دس والے کو ملا کر پچاس ہزار کا بیچ دیتے ہیں، ان کو پتہ ہی نہیں، وہ جانتے ہی نہیں، پہچانتے ہی نہیں، تو پہچاننا ضروری ہوتا ہے اور اس کو شاہ (بادشاہ) پہچانتا ہے یا جوہری پہچانتا ہے، دیکھتے ہی پہچان لیتے ہیں کہ کس قیمت کا پتھر ہے، یہ تو ایسے ہی ہے کہ آپ یہاں پڑھ رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو کمال کی دولت عطا فرمائی ہے، قرآن کی دولت عطا فرمائی ہے، سنت کی دولت عطا فرمائی ہے، تفقہ کی دولت عطا فرمائی ہے، عربی زبان کی دولت عطا فرمائی اور

براہ راست ہم کلام رب ہورہے ہیں، معمولی بات نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے جس کو نازل کیا ہے عربی زبان میں، اس کلام سے ہم کلام ہیں، ہم اور آپ براہ راست اس کو سمجھ رہے ہیں، یہ معمولی دولت نہیں ہے، اس پر ساری دولتیں قربان ہوجائیں؛ لیکن جب سمجھیں گے تب اس کی قدر کریں گے، نہیں سمجھا تو یہ جو ہمارے فارغین ادھر ادھر چلے جاتے ہیں، یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے جانا ہی نہیں کہ ان کے پاس ہے کیا؟ آپ کی گدڑی میں کیا ہے؟ کیسا لعل ہے، آپ نے جانا ہی نہیں، آپ تو سمجھے کہ ہم گدڑی پوش ہیں، گدڑی گدڑی ہے بس تو انہوں نے کہا، جلدی سے اسکو اتار کر پھینک دو اور چلے جاؤ، آپ نے تو نکال کر پھینک دیا، جبکہ اسی گدڑی میں تھا معاملہ سارا، گدڑی کا لعل اندر تھا، جس نے پالی اس نے نکالا لعل اور جاکر بازار میں بیچا اور کروڑپتی ہوگیا اور آپ لگے مارے مارے پھرنے اور اسی وقت آپ نے اس سے جس کے پاس گدڑی کا لعل پہونچ گیا تھا، اس سے کہا کہ میاں یہ رقم کہاں سے آئی کہ آپ اتنے بڑے مالدار ہوگئے تو اس نے کہا کہ تم نے جو گدڑی پھینک دی تھی، یہ اسی کا لعل ہے، کمال ہے، اب بیچارے کف افسوس مل رہے ہیں، آہیں بھر رہے ہیں، تم نے تو پھینک دیا تھا، تو اسی وجہ سے حال یہ ہوا کہ ہم وہاں پہونچ گئے اور تم یہاں ہو۔

ہمارے حضرت مولانا حکیم سید عبدالحی حسنیؒ نے "نزھۃ الخواطر" میں ایک قصہ لکھا ہے کہ ایک صاحب تھے سیدزادے، سادات خاندان سے تھے؛ لیکن عادتیں بگڑ گئیں، شراب پینے لگے، غلط کاموں میں لگ گئے، ایک دفعہ پی پلا کر پڑے تھے سڑک پر، اتنے میں دیکھا کہ ایک صاحب بڑے کروفر سے چلے آرہے ہیں، گھوڑے پر سوار ہیں اور آگے پیچھے ان کے لوگ ہیں، کوئی گھوڑے کی لگام تھامے ہے، لوگ جھک جھک کر آداب بجالاتے ہیں، آگے پیچھے لوگ چل رہے ہیں، اب سید صاحب کے دماغ میں آیا کہ میں سید ہوں، میں یہاں لڑکھڑا رہا ہوں اور یہ کون ہے؟ تو انہوں نے کہا تم کون ہو؟ تو معلوم ہوا کہ ان کے دادا کا غلام تھا، ان کا بیٹا تھا جو اس مقام پر پہونچ گیا ہے اور اس کو جب معلوم ہوا کہ ہمارے جو دادا تھے ان کے آقا کا پوتا ہے، تو وہ اتر کر ادب سے کھڑا ہوگیا اور اس کے سامنے سلام کیا تو انہوں نے کہا کہ اچھا تو تو فلاں غلام کا لڑکا ہے، اتنے اونچے مقام پر پہونچ گیا، تو انہوں نے کیا بات کہی، کہا کہ حضرت میں کیا آپ سے عرض کروں؟ آپ کے دادا جو تھے میں نے ان کی اتباع کی اور میرے ابا اور دادا جو تھے، ان کی اتباع آپ نے کی، تو اب میں آپ کے دادا کی جگہ پہونچ گیا ہوں اور آپ میرے دادا کی جگہ پہونچ گئے، یہ ہے گدڑی کا معاملہ، کہ آپ نے اس کو گدڑی سمجھا اور گدڑی سمجھ کر آپ نے چولا ہی بدل دیا، چولا ہی بدل دیا تو کیا انجام ہوا، مارے مارے پھر رہے ہیں، آپ جائیے اور دیکھئے ہمارے ان فارغین کا حال، آج ان کی نہ عقلیں ہیں نہ ان کو سمجھ ہے کہ ان کو معلوم ہو کہ خدا نے ان کو کیسی بڑی دولت عطا فرمائی تھی، کوئی پوچھتا ہی نہیں کہ کہاں آئے اور کہاں گئے اور جب دیکھتے ہیں فلاں تو اتنا اونچا ہوگیا، تو للچائی ہوئی نگاہ سے دیکھتے ہیں، تو وہ کہتا ہے کہ یہ آپ ہی کی تو گدڑی ہے جسے آپ نے پھینک دیا تھا، میں نے اسے اٹھا لایا اور اندر مجھے لعل مل گیا۔

تو آپ سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی چیز عطا فرمائی ہے؛ لیکن آنکھ کھول کر دیکھنا پڑے گا، عقل کے دروازے کو کھول کر سمجھنا پڑے گا اور اس کی قدر کرنی پڑے گی اور اس کی تراش وخراش کرنا پڑے گی، دیکھئے موتی جو ہوتا ہے اس میں جب چھید کیا جاتا ہے، تو اس کی قیمت ایک دم آسمان تک پہونچ جاتی ہے؛ لیکن اس میں چھید کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے، بڑے بڑے ماہرین اس کے لئے بلائے جاتے ہیں، تو اگر موتی میں چھید صحیح ہوجائے تو بڑا قیمتی ہوتا ہے، تو اب آپ کو قرآن مل گیا یعنی موتی مل گیا، تو اب آپ اس میں چھید کیسے کریں گے؟ قرآن تو اپنی جگہ ہے تو بڑا قیمتی؛ لیکن جب اس میں چھید کیا جاتا ہے تو ایک دم سے اس کی قیمت بڑھ جاتی ہے، تو اس کے لئے بڑے بڑے لوگ لائے جاتے ہیں، یہ اساتذہ تو اسی لئے لائے جاتے ہیں کہ یہ اس موتی میں چھید کریں اور آپ کو دیدیں تاکہ اس کی قیمت ایک دم سے بڑھ جائے اور آسمان تک پہونچ جائے اور آپ یہاں سے جائیں تو بن جائیں، اس کے لئے تراش وخراش کرنی پڑتی ہے اور اس میں بہت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے اور اب اگر کوئی شخص جس کے لئے یہاں آیا ہے وہی کام نہ کرے، دوسرے کام میں لگا رہے تو کیا ہوگا؟

"کلیلہ دمنہ" پڑھی ہے آپ نے، جو ایک درجہ میں ہے پڑھتے ہونگے اس میں ایک قصہ لکھا ہے کہ ایک شخص تھا اسکے ہاتھ میں موتی آگیا، اس نے سوچا اس میں چھید کرانے کے لئے کسی ماہر کاریگر کو لایا جائے، ایک بہت بڑے ماہر کاریگر کو بلا کر لایا اور کہا کہ دن بھر تم موتی میں چھید کرنا اور شام کو ہم تم کو بہت کچھ دیں گے، تو اس نے کہا بہت اچھا اور جب وہ آیا تو اس سے پوچھا کہ بھائی تم رہتے کہاں ہو؟ تو اس نے کہا فلاں جگہ، کرتے کیا ہو؟ کہا یہی موتی میں چھید کرتا ہوں اور ہاں گاتا بھی ہوں، تو اسے گانے کا بھی

شوق تھا، تو اس نے کہا کچھ سناؤ، جب سنا تو مست ہو گئے، کہا ایک اور سناؤ، تو اس نے اور سنایا، پھر باتیں کرنے لگے، پھر اس نے کہا کہ اور سناؤ، اتنا مزہ آ گیا کہ دن بھر غزل ہی سنتے رہے، جب شام ہوئی تو اس نے کہا پیسے لائیے، کیسے پیسے؟ موتی میں چھید کرنے کے پیسے، تو اس نے کہا وہ تو آپ نے کیا ہی نہیں، کہا اس سے کیا مطلب آپ دن بھر مجھے روکے رہے اور مجھ سے آپ کام لیتے رہے، مجھے تو کچھ نہیں معلوم میرے پیسے دو، آپ کو دینے پڑیں گے، موتی میں چھید ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، میں تو اپنے وقت کا ذمہ دار ہوں، جتنا وقت میں لے کر آیا تھا مجھے تو اس کے پیسے چاہئیں، ایسے ہی معاملہ خدانخواستہ آپ کا نہ ہو۔

آپ یہاں آئے ہیں علم کے لئے، تو آپ کو استاذوں سے صرف یہی سیکھنا چاہئے اور اس کے پیچھے پڑے رہئے تاکہ آپ کا موتی قیمتی ہو جائے اور چار چاند لگ جائیں؛ لیکن آپ نے استاذ کو دیا دھوکہ، حاضری دی اور پیچھے سے نکل گئے، کتنے طلبہ ہیں لیک والے؟ لب ہلائے اور پیچھے سے بیک ہو گئے، چلے گئے، تو انجام ان کا کیا ہوگا، وہ سمجھتے ہیں کہ میں نے استاذ کو دھوکا دیا جبکہ استاذ کو دھوکہ نہیں دیا، بلکہ اپنے آپ کو دھوکہ دیا اور کچھ طلبہ آتے ہیں جو پیچھے بیٹھ کر الٹی سیدھی چیزیں پڑھتے ہیں، اگر محنت سے پڑھو گے، اچھی نیت سے پڑھو گے، ادب کے ساتھ پڑھو گے، تو جو تم کو اللہ تعالیٰ نے یہ دولت دی ہے، وہ چمک اٹھے گی اور ایسا نفع ملے گا جس کا اندازہ تم کو نہیں ہے کہ تم کیا سے کیا ہو جاؤ گے، دیکھنے میں تو معمولی سے انسان ہو؛ لیکن جب یہی انسان عالم ہو جاتا ہے، تو اس میں چار چاند لگ جاتے ہیں، جس کو آپ کہتے ہیں کہ پہلے آپ بنے ملا، جس سے آپ گھبراتے ہیں اگر کوئی کہہ دے ملا تو مولوی صاحب گھبرا جاتے ہیں، یہ بات اصل یہ ہے کہ پہلے پرانے زمانے میں 'ملا' کہتے تھے 'علامہ' کو، پہلے آدمی 'ملا' بنتا ہے پھر وہ 'مولوی' بنتا ہے پھر 'مولانا' بنتا ہے پھر امام بنتا ہے، پھر محبوب خالق بنتا ہے، پھر محبوب خاص و عام بنتا ہے اور جو محنت نہیں کرتے تو ان کا معاملہ برعکس ہے۔

اپنی صلاحیتوں کا صحیح استعمال کریں

آپ اپنی دولت کے ساتھ، اپنی نعمت کے ساتھ آگے بڑھتے چلے جایئے تو آپ کو اللہ تعالیٰ نوازے گا اور دولت و نعمت بڑھتی چلی جائے گی یہاں تک کہ آپ مولانا علی میاںؒ بن جائیں گے، یہ جو ہمارے مولانا علی میاںؒ تھے، یہ کوئی مکہ مکرمہ، بیت اللہ کے اندر سے تھوڑی نکلے تھے کہ آ گئے اور یونہی شروع ہو گئے کہ سارے بڑے بڑے سربراہان مملکت اور اپنے اپنے زمانے کے وزرائے مملکت، سب ان کے پاس آتے تھے اس لئے کہ وہ کسی کے پاس نہیں جاتے تھے اور ہندوستان کا کوئی ایسا وزیر اعظم نہیں ہے جو مولانا کے پاس نہ آیا ہو، حالانکہ مولانا بھی یہیں ندوہ کے پڑھے ہوئے تھے، کہیں اور سے تھوڑی پڑھ کر آئے تھے، لندن، امریکہ میں بھی نہیں پڑھا تھا، ہاں بعد میں گئے یہاں سے پڑھنے کے بعد؛ لیکن لندن و امریکہ والوں کو پڑھایا، جب آدمی اس مقام پر پہونچ جاتا ہے تو پوری دنیا ان کے بس میں ہوتی ہے، ہمارے حضرت مولاناؒ کی والدہ حضرت مولاناؒ کے لئے بہت دعا کرتی تھیں اور ساری دعائیں قبول ہوئیں اور خاص طور پر یہ کہ اللہ تعالیٰ انہیں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ کی طرح بنادے، عشرہ مبشرہ کی طرح بنادے، یہ دعائیں کرتی تھیں، تو ان کی بہن ایک دن کہنے لگیں، یہ تو چاہتی ہیں کہ علی میاں نبی بن جائیں، تو وہ کہنے لگیں میں جانتی ہوں کہ نبوت کا دروازہ بند ہو گیا ہے؛ لیکن نبوت کے علاوہ سارے دروازے کھلے ہیں، جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ پکا جھوٹا ہے، کذاب ہے، اس سے بڑا کذاب کوئی پیدا نہیں ہوا؛ لیکن اسکے علاوہ سارے دروازے کھلے ہیں، صدیقیت کا مقام ہے، صالحیت، صادقیت، شہادت کا مقام ہے، یہ سارے دروازے کھلے ہوئے ہیں؛ لیکن بات یہ ہے کہ کوئی اس راستے پر لگے، تو پھر آپ ترقی کرتے چلے جائیں گے اور یہ تبھی ہوگا جب آپ اپنے آپ کو پہچانیں گے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں گے، اپنے کو نہ دیکھیں، خدا کو دیکھیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے اندر جو صلاحیتیں رکھی ہیں ان کو دیکھئے، اللہ تعالیٰ نے صلاحیتیں ہر انسان کے اندر رکھی ہیں بس ان صلاحیتوں کا صحیح استعمال کرنا آ جائے اور ان صلاحیتوں کو مردہ کرنے والی چیزوں سے بچیں، کیونکہ مردہ کرنے والی چیزیں بھی ہیں، جیسے بے ادبی، حرام کھانا، بدنگاہی و بداخلاقی، بری عادتیں اور یہ جتنی بری چیزیں ہیں، یہ روڑے ہیں راستے کے، یہ انسان کو راستے سے ہٹا دیتے ہیں، وہ کہیں سے کہیں پہونچ جاتا ہے، پھر وہ کسی کام کا نہیں رہ جاتا اس لئے ہمیشہ دو چیزیں ضروری سمجھی گئیں، ایک تو راستے میں رکاوٹیں نہ ہوں، دوسرا راستہ ہموار ہو۔

ایک بات اور عرض کئے دیتا ہوں، زکوٰۃ ہے، صدقات ہیں، یہ زکوٰۃ دینے والے کا میل ہے، اب اگر کوئی شخص زکوٰۃ کھائے گا تو میل اس کے اندر آ جائے گا، یہ زکوٰۃ جو آتی ہے مدرسے میں، بچے کھاتے ہیں، بہرحال زکوٰۃ میل تو ہے اس میں کوئی شبہ نہیں؛ لیکن ہاں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اگر اس پر عمل کیا جائے تو کوئی مسئلہ نہیں، دیکھئے زکوٰۃ جو ہے وہ زکوٰۃ دینے والے کو پاک کرتی ہے اور جس کو دی جا رہی ہے اگر وہ محتاج ہے اور وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے تو یہ

احتیاج اور فقر فلٹر کی مشین ہے؛ لیکن اگر کوئی زکوٰۃ کا حقدار نہیں ہے، پھر بھی لے رہا ہے تو مشین ہے ہی نہیں اس کے پاس، تو زکوٰۃ کا میل اس کے اندر ڈائرکٹ چلا جاتا ہے، یہ تو زکوٰۃ کا مسئلہ ہے؛ لیکن جو حرام کھا رہا ہے، رشوت کا، سود کا پیسہ کھا رہا ہے، کسی کی زمین مار رکھی ہے، وہ تو کبھی اچھا اور بڑا آدمی بن ہی نہیں سکتا، اس لئے کہ یہ تو بہت ضروری ہے کہ معاملہ اچھا ہو، اللہ تعالیٰ نے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ جو نظام جسم کا بنایا ہے، دیکھئے یہ کھال جو ہے وہ بدلتی رہتی ہے، آپ نے دیکھا ہوگا کہ کسی موسم میں اوپر کی کھال نکلنے لگتی ہے اور نیچے سے نئی کھال آ جاتی ہے اور اندر بھی خون نیا بنتا رہتا ہے، پرانا ختم ہوتا رہتا ہے، ہر چیز کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہ بات رکھی ہے تو توبہ کے اندر بھی اللہ نے یہ طریقہ رکھا ہے کہ اب جیسے حرام مال چلا گیا تو اب حلال مال کھایئے فوراً اور توبہ کرتے رہئے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اوور ہالنگ ہوتی رہے گی، حرام مال نکل جائے گا اور حلال مال اس کی جگہ پر آ جائے گا اور آپ چمک اٹھیں گے، جیسے کڑوی چیز آپ نے کھالی تو کڑوی چیز کے بعد جب آپ میٹھی چیز کھانا شروع کرتے ہیں، تو کڑوی چیز کا مزہ جاتا رہتا ہے، حتیٰ کہ ختم ہو جاتا ہے، اچھائی برائی کو ختم کر دیتی ہے اور اگر الٹا کیا کہ پہلے اچھا کھایا پھر برا کھایا، تو ظاہر ہے کہ پھر معاملہ بھی الٹا ہو جائے گا، ابھی سے آپ سب طے کرلیں کہ آپ کو دل لگا کر محنت سے انہماک کے ساتھ پڑھنا ہے، تعلق کے ساتھ، ادب کے ساتھ پڑھنا ہے، اساتذہ ہوں، مدرسہ ہو، کتابیں ہوں وغیرہ وغیرہ سب کا ادب کرنا ہے، ان تمام کے آداب کی بجا آوری کے ساتھ آپ اپنے تعلق کو صحیح طور پر قائم کریں گے، تو انشاء اللہ آپ ترقی کرتے چلے جائیں گے، اللہ تعالیٰ آپ کو ترقی عطا فرمائے گا، یہاں تک کہ لوگ آپ پر فخر کرنے لگیں گے کہ اللہ اکبر! یہ کیسا بچہ ہے وہ ہمارے یہاں پڑھتا تھا، اس وقت تو معلوم نہیں ہوتا تھا؛ لیکن دیکھئے کتنا ترقی کر گیا، محنت اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا؛ لیکن محنت محنت کے طریقے پر ہو جیسے بڑا بوجھ ہوتا ہے اسے اٹھانے کا طریقہ ہوتا ہے، کوئی ایک آدمی اسے اٹھاتا ہے اور اس بوجھ کی حیثیت سے طریقے الگ الگ اختیار کئے جائیں گے، ایسے ہی یہ جو بوجھ ہے اسے اٹھانے کے لئے نیت درست کرنی پڑتی ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ سے 'قول ثقیل' کہا گیا قرآن مجید میں، جو آپ کے قلب پر اتارا جا رہا ہے تو اس کے لئے کیا کیا کرنا پڑے گا، رات کو اٹھنا پڑے گا، تہجد پڑھنی پڑھے گی، اللہ کے سامنے گڑگڑانا ہوگا، اللہ سے مانگنا ہوگا، تو یہ بوجھ جو آپ پر ڈالا جا رہا ہے، یہ ہلکا ہو جائے گا، آسان ہو جائے گا، ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے ہمیں کچھ چیزوں کے کرنے اور کچھ چیزوں سے رکنے کا حکم دیا ہے، تو ہم ان چیزوں پر عمل کریں گے تو یہ جو بوجھ ہے علوم دینیہ کا یہ ہلکا ہو جائے گا، قرآن سمجھ میں آنے لگے گا، اس پر عمل آسان ہو جائے گا، عمل میں کیفیت پیدا ہو جائے گی اور کرنے میں مزہ آنے لگے گا اور ایمان کی حلاوت مل جائے گی، یہاں تک کہ سب کام آسان ہو جائیں گے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے آپ کو ٹھیک کریں، پھر آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کیسے نوازتا ہے، کمی ساری ہماری ہے، علامہ اقبال نے کہا ہے ؎

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے رہروِ منزل ہی نہیں

اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے کہا تھا، کوئی پوچھے تب تو راہ بتائی جائے، کس کو راہ بتائیں، تو حال یہی ہو گیا ہے، نفسا نفسی کا عالم ہے، کوئی پوچھنا بھی نہیں چاہتا، سب من مانی کر رہے ہیں، تو اس سے کہیں فائدہ ہونے والا ہے، اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بن جایئے اور اس شکر کے ذریعہ سے آگے بڑھنا ہے پھر انشاء اللہ اس کے فوائد و منافع سامنے آئیں گے اور دنیا میں بھی آپ اس کا مزہ پائیں گے اور آخرت میں جو کچھ ملنے والا ہے اس کا تصور بھی آپ نہیں کر سکتے۔

☆☆☆☆☆

مولانا ابوالطیب احمد میاں فرنگی محلی کی وفات

امام عیدگاہ مولانا ابوالطیب احمد میاں فرنگی محلی کا بعد نماز عشاء ۲۳؍ستمبر ۲۰۱۱ء بروز شنبہ ساڑھے ۹ بجے طویل علالت کے بعد انتقال ہو گیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا مرحوم کی عمر تقریباً ۸۲؍برس تھی، ۲۸؍دسمبر ۱۹۲۹ء کو خانوادۂ فرنگی محل کے فرزند مولانا عبدالرشید فرنگی محلیؒ کے گھر پیدا ہوئے، درس نظامی کی تکمیل کے بعد لکھنؤ یونیورسٹی سے بی ایس سی اور پھر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ایم اے کی ڈگری حاصل کی، ۱۹۴۷ء میں عیدگاہ لکھنؤ کے امام و متولی مقرر ہوئے، مولانا مرحوم مرکزی چاند کمیٹی فرنگی محل اور اسلامک سنٹر انڈیا کے صدر، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے رکن اساسی اور دارالعلوم نظامیہ کے ناظم تھے، مولانا کی اہلیہ کا انتقال ۱۱ برس قبل ہو گیا تھا، پسماندگان میں چار بیٹے مولانا طارق رشید، مولانا خالد رشید، نعیم احمد، ندیم احمد اور دو بیٹیاں ہیں، اول الذکر دونوں فرزند دارالعلوم ندوۃ العلماء کے فارغ التحصیل ہیں۔

نماز جنازہ ۲۵؍ستمبر کو بعد نماز ظہر فرنگی محل گیٹ وکٹوریہ اسٹریٹ پر ادا کی گئی اور تدفین باغ مولوی انوار کاب گنج میں ہوئی، اس موقع پر صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی، معتمد تعلیم ندوۃ العلماء مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی، مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندوی، ناظر عام ندوۃ العلماء مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی، مولانا عبدالعزیز بھٹکلی ندوی اور مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری ندوی کے علاوہ بڑی تعداد میں علماء، دانشوران اور عوام الناس شریک تھے۔

اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے، قارئین سے بھی دعا کی درخواست ہے۔

جذب دروں

طواف بیت اللہ

عابد حسین

بیت اللہ کا طواف عبودیت کا ایک از بس روح پرور اور دل گداز طواف جذب وشوق ہے، عبدیت کا جذب ومستی اور ذوق وشوق جب اللہ تعالیٰ کے مقدس گھر کا طواف کرتا ہے تو روح محسوس کرتی ہے کہ وہ "اسے" دیکھ رہی ہے اور وہ اپنے عبد کے رقص والہانہ کا تماشا کر رہا ہوتا ہے۔ الٰہ جمیل نظروں سے اوجھل رہ کر، اپنے بندے کی چشم قلب پر آشکار ہوتا ہے، "اس" کا جمال وجلال جب آشکار ہوتا ہے، تو اسے اہل نظر ہی دیکھتے اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتے ہیں، رب رحمن ورحیم کا حسن ان کے ذوق نظر کی تسکین کرتا اور دل میں سوز وگداز پیدا کرتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ وہ ہر مخلص ومتقی، صالح ومطہر اور محسن ومجاہد کے دل میں رہتا ہے۔ ایسے دل ہی سچے ہوتے ہیں، سچ ہی سچ کو دیکھتا ہے، حسن وسرور اور سچ ایک ہی حقیقت کے تین مظاہر ہیں اور یہ حقیقت اہل صدق ووفا اور اہل حسن وسرور ہی جانتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے اور دوست ہیں، وہ اپنی زندگیوں کو ہر لحظہ اپنے رب کریم کے سامنے سر تسلیم خم رکھتے ہیں اور اپنی خواہشوں کو مشیت الٰہی کے تابع رکھتے ہیں۔

طواف کعبہ کیا ہے؟ روح کے ذوق وشوق کا اظہار، جذب ومستی کا عالم، حال وقال اور اس کا رقص والہانہ ہی تو ہے، اپنے الٰہ سے محبت کرنا روح انسانی کا فطری تقاضا ہے اور اس کے گھر کا طواف اس محبت کا عملی مظاہرہ ہے، طواف روح کا عجز ونیاز بھی ہے اور اس کی محبت کا سوز وگداز بھی، یہ اس کی تڑپ بھی ہے اور رقص محبت بھی، طواف جذب ومستی، ذوق وشوق اور جنون وشیفتگی کا مظہر ہے۔

اے 'دوست' یہ تو بتادے کہ طواف کا سر الاسرار کیا ہے؟ حرم پاک میں داخل ہوتے ہی روح کیوں تڑپنے لگتی اور آنکھیں کیوں اشکبار ہوجاتی ہیں؟ دل کیوں جلال الٰہی کا حریف نہیں ہوتا اور جسم پر کیوں لرزہ طاری ہوجاتا ہے؟ روح کیوں اپنے الٰہ کے سوا سب کچھ بھول جاتی ہے؟ وہاں جاتے ہی اللہ تعالیٰ کی ہستی وموجودگی کا کیوں احساس ہونے لگتا ہے؟ طواف کرتے وقت اہل محبت پر کیوں جذب ومستی اور کیفیت وجنون کی حالت طاری ہو جاتی ہے، اسی لیے نا کہ وہ اس کے رب کا گھر ہے اور وہ گھر میں موجود ہوتا ہے، "اس" کے جمال وجلال سے تمام حرم شریف منور ہوتا ہے۔

میرے الٰہ! میں یہ روح پرور منظر پھر دیکھنا چاہتا ہوں اور اپنے دل ونگاہ کو حسن ونور سے پھر منور کرنا چاہتا ہوں، ساتھ ہی میں آپ ﷺ کے روضۂ اطہر میں بھی حاضر ہونا چاہتا ہوں، اپنی روح کو زندہ وبیدار کرنے اور دل کو سوز وگداز اور حسن وسرور سے معمور کرنے کے لیے یہ فیض وکرم ایک بار اور ہوجائے کہ میں اس کا منتظر وامیدوار ہوں۔

تہجد اور عصر کے وقت ارواح انسانی اپنے الٰہ جمیل کے قرب ووصال کے لیے بے قرار ہوجاتی ہیں، اسی طرح الٰہ کو بھی ان اوقات میں اپنے اہل شوق کے نظارۂ عبودیت کی آرزو ہوتی ہے، روح "اس" کی دید اور "وہ" ان کے اظہار محبت کے منظر کا متمنی ومنتظر ہوتا ہے، شوق، محبت اور تائید ایزدی سے مشکل مراحل آسانی سے طے ہوجاتے ہیں، دل سچا، حسین، مومن، متقی، محسن، مطہر اور مجاہد ہو تو وہ "دوست" کو دیکھتا اور اس کی آواز کو پہچانتا بھی ہے۔

حسن کی تاثیر سے شخصیت انسانی میں جمال وجلال اور نور پیدا ہوتا ہے۔ جمال سے انسان میں محبت الٰہی اور رحمۃ للعالمینی کے چشمے پھوٹتے ہیں، جن کے آب حیات سے کشت زندگی سیراب ہوتی ہے، جلال سے دل میں "دوست" کی ہیبت وخشیت پیدا ہوتی ہے، جن کا حاصل سوز وساز ہے، جو روح کی غذا ہے، نور سے خودی کو بصیرت وزندگی اور حرارت وتوانائی ملتی ہے، علاوہ ازیں حسن میں کشش وجاذبیت بھی ہوتی ہے، جو ایک طرف دلوں کو آپس میں مربوط اور دوسری جانب انہیں مرکز حسن یا ذات "دوست" سے وابستہ رکھتی ہے۔

بیت اللہ نظام شمسی کی طرح نظام حسن ونور ہے، یہ "دوست" کے حسن ونور کا مرکز ہے، اس کا نزدودور سے طواف کرنے والے اہل جذب وشوق پروانوں کی طرح اس سے جمال وجلال اور اکتساب نور کرتے اور شہید ہونے کی طلب وآرزو رکھتے ہیں۔ ان کے فکر ونظر کا محور بھی "نظام حسن الٰہی" ہی ہوتا ہے، جس کے ارد گرد وہ دور رہ کر بھی اپنے اپنے مدار زندگی پر گردش کرتے رہتے ہیں، یہ گردش گردش فکر وعمل ہوتی ہے، وہ اس نظام حسن کی کشش وجاذبیت کی بدولت اس سے پیوستہ رہتے ہیں، انسان کہیں بھی ہو، وہ "اس" سے پیوستہ رہ کر حسن ونور اور حرارت وزندگی حاصل کرتا رہتا ہے، ان سے ہی اس کی ذات کے نور کی تکمیل ہوتی اور ہجرت الی اللہ کا سفر جاری رہتا ہے، ہجرت الی اللہ کا مطلب ہے درجات میں ترقی اور قربت الٰہی کا حصول، الٰہ جمیل کا قرب وحضور، ہی مشیت الٰہی اور مقصد زندگی ہے۔

☆☆☆☆☆☆

فقہ و فتاوی

سوال وجواب

مفتی محمد ظفر عالم ندوی

سوال: جو لوگ حج بدل کرتے ہیں کیا ان کے لئے حج افراد یا قران ہی ضروری ہے یا حج تمتع کی بھی گنجائش ہے، کیونکہ اگر حج افراد یا قران ضروری قرار دیا جائے تو آج کل ان لوگوں کے لئے جن کی فلائٹ شروع ہی میں ہے، ان کو بہت طویل مدت تک حالت احرام میں رہنا پڑے گا، اس مسئلہ کی نوعیت وحقیقت سے تفصیلی طور پر آگاہ کریں؟

جواب: اس مسئلہ میں فقہاء احناف کے یہاں دو اقوال ہیں: ایک یہ کہ حج بدل میں افراد اور قران ہی ضروری ہے اور تمتع کی اجازت نہیں ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ حج کرانے والے کی اجازت سے حج تمتع کیا جاسکتا ہے۔

موجودہ دور میں برصغیر ہندوپاک کے اہل افتاء کا رجحان اسی دوسرے قول کی طرف ہے، فقہ اکیڈمی، ہند کی طرف سے ممبئی میں جو سمینار ہوا تھا اس میں باتفاق رائے یہ طے ہوا ہے کہ حج بدل میں حج تمتع کیا جاسکتا ہے، اگر حج بدل کرنے والا زندہ ہو تو اس سے حج تمتع کی اجازت حاصل کرلی جائے، اگر اس نے حج تمتع یا مطلق حج کی اجازت دیدی تو حج تمتع کیا جاسکتا ہے، اگر ایسے شخص کی طرف سے حج کر رہا ہو جن کی وفات ہو چکی ہے اور انہوں نے حج کی وصیت کی تھی تو یہ بھی تمتع کی اجازت سمجھی جائے گی اور اگر افراد کی وصیت کی تھی تو افراد ہی کرنا ضروری ہوگا۔ (دسواں فقہی سمینار، تجویز: ۹)

سوال: احرام باندھنے کے بعد عورتیں وضو کریں تو سر کے مسح کا کیا طریقہ ہے، احرام ہٹا کر سر کا مسح کریں گی یا اوپر ہی سے؟

جواب: احرام کی حالت میں عورتیں سر پر مسح کریں گی، احرام کے کپڑوں پر مسح کرنا کافی نہیں ہے، ﴿وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ﴾ میں سر کے مسح ہی کا حکم ہے۔

سوال: احرام کا اوپری حصہ اکثر کندھوں سے نیچے گر جاتا ہے تو اس میں پن لگانا درست ہوگا؟

جواب: پن لگانا مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ کپڑے سلے کے مشابہ ہے اور احرام کی حالت میں سلا ہوا کپڑا پہننا ممنوع ہے۔ (البحر الرائق: ۳/۷)

سوال: بعض لوگ سال دو سال یا اس سے کم وبیش عمر کے بچوں کے ساتھ سفر حج کرتے ہیں، اگر کوئی بچوں کے حج کی بھی نیت کرے تو کیا بچوں کو بھی احرام باندھنا ہوگا اور ساری پابندی ان بچوں کے لئے بھی ہوں گی؟

جواب: اگر بچوں کے والدان کے احرام کی نیت کرلیں، تو بچے بھی محرم ہوجائیں گے اور حج کے ارکان وافعال میں والد کی نیت بچے کی طرف سے کافی ہوجائے گی، اگر لڑکا ہو تو دوسرے محرم مردوں کی طرح اسے بھی چادر اور تہبند پہنادی جائے گی البتہ نابالغ ہونے کی وجہ سے وہ احکام کے مکلف نہیں ہوں گے اور ان سے احرام کے خلاف کوئی عمل ہوجائے تو اس پر کوئی دم، صدقہ یا کفارہ واجب نہیں ہوگا۔ (البحر الرائق: ۲/۵۵۳)

سوال: بذریعہ ہوائی جہاز ہندوستان سے حج میں جانے والے عازمین حج احرام کہاں سے باندھیں، کیا اپنے اپنے ایرپورٹ ہی سے احرام باندھا جائے یا جدہ پہونچ کر احرام باندھا جاسکتا ہے؟

جواب: ہندوستانی حجاج کرام کے لئے اپنے اپنے ایرپورٹ ہی سے احرام باندھ لینا بہتر ہے ورنہ یلملم، جدہ سے پہلے ہے، وہاں پہونچ کر احرام باندھنا ضروری ہے اس سے آگے بغیر احرام باندھے جانا شرعاً درست نہیں ہے۔ (ہدایہ: ۱/۲۳۳)

سوال: جہاز کے اڑان بھرنے کے بعد میقات کے قریب جاکر دو رکعت نماز پڑھ کر حج وعمرہ کی نیت سے احرام باندھنا ضروری ہے یا جہاز میں بیٹھنے یا اڑان کے بھرنے کے بعد نماز پڑھ کر احرام باندھ سکتے ہیں؟

جواب: جہاز میں بیٹھنے یا جہاز کے اڑان بھرنے کے بعد میقات سے پہلے دونوں وقت میں جس وقت چاہیں دو رکعت نماز پڑھ کر حج وعمرہ کی نیت سے احرام باندھ سکتے ہیں، نیت درست ہوگی البتہ اس کے بعد احرام کی پابندی لازم ہوگی۔ (فتاوی ہندیہ: ۱/۲۲۲، ۲۲۳)

☆☆☆☆☆

خبر و نظر

عالم اسلام

جاوید اختر ندوی

محاسن وتعلیمات اسلام کے لیکچرز میں عیسائی پادریوں کی شرکت

فرانس کے عیسائی پادریوں پر مشتمل بورڈ نے ملک میں آباد مسلمانوں کے ساتھ تعلقات کو بہتر اور مضبوط بنانے کی غرض سے ''اسلام کے ساتھ روابط وتعلقات'' کے نام سے ایک خصوصی کمیٹی تشکیل دی ہے، اس کمیٹی کے تحت فرانس کے ۵۰ پادریوں کے لئے ایک ہفتہ پر مشتمل ایک ایسا تربیتی کورس رکھا گیا ہے، جس میں انہیں اسلام، اس کی تعلیمات اور مسلمانوں کے ساتھ روابط وتعلقات پر مبنی خصوصی تربیت دی جائے گی، نیز مذکورہ بورڈ کی جانب سے ہر چند ماہ کے وقفہ سے اسلامی تعلیمات کے لیکچرز کا اہتمام کیا جائے گا۔ جس میں فرانس کے علاوہ دیگر پڑوسی یوروپی ملکوں سے چرچ کے پادری اس میں شرکت کیا کریں گے تاکہ انہیں اسلام اور مسلمان کو سمجھنے میں آسانی ہوسکے۔

بیت المقدس میں ناجائز یہودی بستیوں کی تعمیر

فلسطینی شہر غزہ کی پٹی میں اسلامی تحریک مزاحمت ''حماس'' کی حکومت نے بیت المقدس میں یہودی بستیوں کیلئے ہزاروں نئے مکانات کی تعمیر کے اعلان کی شدید مذمت کرتے ہوئے اسے عالمی قوانین کی سنگین خلاف ورزی قرار دیا ہے، حماس نے امت اسلامیہ پر زور دیا ہے کہ وہ صہیونی جارحیت کے سامنے سینہ سپر ہوجائے اور یہودی بستیوں کی تعمیر رکوانے کیلئے سیسہ پلائی دیوار بن جائے، غزہ میں وزارت قانون وانصاف کی جانب سے جاری ایک بیان میں کہا گیا ہے کہ اسرائیل کی جانب سے مقبوضہ مغربی کنارے اور بیت المقدس میں ۴۳۰۰ نئے مکانوں کی تعمیر کا اعلان فلسطینیوں کی اراضی غصب کرنے کے ظالمانہ سلسلے کی کڑی ہے، اسرائیل متنازع علاقوں میں یہودیوں کیلئے مکانات تعمیر کرکے عالمی قوانین بالخصوص 'جنیوا کنونشن' کے شق: ۴۷ کی سنگین خلاف ورزیوں کا مرتکب ہورہا ہے۔

بیان میں مزید کہا گیا ہے کہ عالمی قوانین اور اقوام متحدہ کے اصولوں کے تحت بیت المقدس اسرائیلی تسلط میں ایک متنازع علاقہ ہے، اس کی ایک انچ زمین پر بھی اسرائیل تصرف کا حق نہیں رکھتا، صہیونی ریاست کی انتہاپسند حکومتیں بیت المقدس میں اس لئے یہودی بستیوں کی تعمیر پر زور دے رہی ہیں کہ اسرائیل اس مقدس شہر کی اسلامی، دینی اور تاریخی حیثیت ختم کرکے اسے یہودی شہر کے طور پر دنیا کے نقشہ پر ثابت کرنا چاہتا ہے۔

باعمل مسلمان بااخلاق بھی ہوتے ہیں

روس کی اکیڈمی برائے سائنس نے ملک میں گزشتہ ۲۰ سال میں دینی اور اخلاقی اعتبار سے ہونے والی ترقی پر ایک جامع رپورٹ تیار کی ہے رپورٹ کے مطابق روس میں آباد مسلمان باقی دیگر روسی آبادی سے اس اعتبار سے فوقیت رکھتے ہیں کہ جو مسلمان دین سے جس قدر وابستہ ہوتا ہے اسی قدر وہ بااخلاق بھی ہوتا ہے اور یہ تعداد ۴۲ فیصد تک پہنچی ہے، جبکہ عیسائی آرتھوڈکس پر یقین رکھنے والے افراد میں اعلیٰ کردار صرف ۳۱ فیصد افراد میں پایا گیا ہے، ریسرچ کی رپورٹ میں یہ بھی بتلایا گیا کہ روس میں آباد عیسائیوں کی صرف ۳ فی صد تعداد چرچ کا رخ کرتی ہے۔

قاہرہ میں اردگان کا زبردست استقبال وخیر مقدم

ترک وزیر اعظم رجب طیب اردگان نے حالیہ دنوں میں ان عرب ممالک کے طوفانی دورے کئے جہاں انقلابات آئے اور حکومتیں بدل گئیں، ان میں قاہرہ، لیبیا اور تیونس ہیں۔

ان ممالک میں ان کا زبردست استقبال کیا گیا، جیسے ہی انہوں نے قاہرہ ایرپوٹ میں اپنے جیٹ طیارہ سے قدم باہر رکھا، فضا اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اٹھی، یہ منظر قاہرہ نے کئی عشروں بعد دیکھا، ان کی پذیرائی پر مغربی میڈیا نے لکھا کہ ایسی پذیرائی تو کسی بھی میدان کے ہیرو کو کم ہی ملی ہوگی، وہ مشرق وسطیٰ کے ہر دل میں اور ہر ملک کے ہر دل میں دھڑکتے ہوئے ملیں گے اور ان کا شمار کسی ہیرو سے بھی بلند ہوگا۔

اس سفر میں اردگان کے ساتھ زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے ۲۰۰/افراد ہم سفر تھے، جنہوں نے تیونس، لیبیا اور مصر کے ذمہ داران حکومت کے ساتھ ترکی سے سیاسی واقتصادی اور مختلف میدانوں میں باہمی تعاون پر معاہدے اور اتفاق کئے۔

قابل ذکر ہے کہ اردگان نے اسرائیل سے تعلقات منقطع کر لئے ہیں، سفیر کو انقرہ واپس بلالیا ہے، مغربی تعاون معطل کردیا ہے اور تجارتی رابطے منجمد کردیئے ہیں، اور فلسطینی کاز کی علی الاعلان حمایت کی ہے، وہ کسی اسلامی ملک کے پہلے وزیر اعظم ہیں، جنہوں نے ان ممالک کو دورہ کیا۔

☆☆☆☆☆

کاروان علم و دعوت

اطمینان قلب سب سے بڑی دولت

''اقرأ عربک اسکول'' منگلور میں ایک دن

محمود حسن حسنی ندوی

جامعہ اسلامیہ بھٹکل کا فیض قرب وجوار، اطراف ومضافات میں خاص طور سے پھیل رہا ہے، یہ ندوۃ العلماء کی قدیم شاخ اور ندوۃ العلماء کے فضلاء کا میدان فکروعمل ہے، منگلور میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی یاد میں ان کے ایک محب ومخلص جناب سید محمد بیری صاحب نے منگلور میں ''اقرأ عربک اسکول'' قائم کیا، وہ اس کے چیئرمین ہیں اور مولوی خلیفہ سالم بھٹکلی ندوی اس کے مہتمم ہیں، یہ اپنے گیارہویں سال میں ہے۔

'اقراء عربک اسکول' کی خاص بات یہ ہے کہ یہاں چالیس بچے حفظ کررہے ہیں، لڑکیوں کے لئے بھی حفظ کا نظم شروع کردیا گیا ہے، تعجب کی بات یہ ہے کہ ایک ۵۲ سالہ خاتون نے داخلہ لے کر حفظ شروع کیا تو ۸ مہینے میں ۱۸ پارے حفظ کرڈالے، نظام یہ ہے کہ فل ٹائم کلاسز لڑکیوں کے لیے ۹ سے ۲ تک ہیں، ۶ لڑکیاں زیر تعلیم ہیں، پارٹ ٹائم کلاسز خواتین کے لئے ۴ سے ۷ تک ہیں، اس میں ۱۲ خواتین ولڑکیاں چھوٹی بڑی زیر تعلیم ہیں۔ لڑکوں کے لئے حفظ کا نظم، اس کے ساتھ دینیات کا مکمل نصاب اور اسکول کا مکمل نصاب ہے چنانچہ بعض لڑکے حفظ کرکے کالج کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرتے ہیں اور بعض عالم کا کورس کرنے جامعہ اسلامیہ بھٹکل اور دارالعلوم ندوۃ العلماء جاتے ہیں۔

دینی وعصری نصاب کا امتزاج اس لئے ہے کہ بچہ چاہے مدرسہ آئے اور حفظ کی تکمیل کے بعد اسکول وکالج جائے، اس کا اختیار ہے، مدرسہ میں بنیادی عقائد اور ضروری دینی احکام وضروری اسلامی تاریخ سے واقف کرادیا جاتا ہے۔

ایوننگ کلاسز (شبینہ مکاتب) مختلف جگہوں پر 'اقرأ عربک اسکول' کے زیر اہتمام چل رہے ہیں، یہ قرآنی مکاتب ہیں اور ان کا باقاعدہ پانچ سالہ کورس ہے۔

سمر کلاسز اس مرتبہ 'اقراء عربک اسکول' کے زیر اہتمام شہر کے تقریباً پانچ مقام پر رکھے گئے، جس میں تقریباً چار سو طلبہ شریک ہوئے۔

منگلور کی دینی صورت حال یہ تھی کہ کوئی بھی اپنے بچوں کو حافظ قرآن یا عالم دین بنانا عیب سمجھتا تھا اور اس کو ایک بے کار کام خیال کرتا تھا اور یہ غریبوں کے لئے مختص سمجھا جاتا تھا؛ لیکن جب 'اقرأ عربک اسکول' دھیرے دھیرے آگے بڑھتا گیا تو اس کے اثرات شہر کے تاجروں، ڈاکٹروں، انجینئروں اور دانشور طبقہ پر مرتب ہوئے جس کی وجہ سے آج صورت حال یہ ہے کہ شہر کے طلبا اچھی سے اچھی فیس دے کر داخلہ لینا چاہتے ہیں، پھر بھی بڑی تعداد واپس کرنی پڑتی ہے اور داخلہ ٹیسٹ پاس ہونے کے بعد ہی داخلہ دیا جاتا ہے۔

'اقرأ عربک اسکول' کی ایک کامیابی یہ بھی ہے کہ اس کے زیر اہتمام بہت سے اسکولوں میں یہاں کی دینیات کا نصاب پڑھایا جاتا ہے جس کی ذمہ داری 'اقرأ عربک اسکول' کے ماتحت ہوتی ہے۔

منگلور شہر کالجوں، یونیورسٹیوں اور اسپتالوں کی وجہ سے ہندوستان کے بڑے شہروں میں شمار کیا جاتا ہے اور مسلمان بھی یہاں ہر میدان میں موجود ہیں۔

یہاں کی زبان کنڑ اور ملیالم سے مختلف ہے جس کو بیری زبان کہتے ہیں جو یہاں کے مسلمانوں کی لوکل زبان ہے، کیرالا قریب ہونے کی وجہ سے یہاں کے مسلمانوں پر دینی چھاپ کیرالا کی ہے، جس کی وجہ سے یہاں کے اکثر معلم وامام کیرالا سے ہی تعلق رکھتے ہیں، اس کے علاوہ بھی تجارت اور تعلیم کے میدان میں کیرالا کے لوگ ہی قیادت کررہے ہیں، ڈاکٹر حبیب الرحمن صاحب کا تعلق بھی کیرالا سے ہے جو عرصہ سے منگلور میں مقیم ہیں اور ''یونٹی'' کے نام سے بڑا ہاسپٹل چلا رہے ہیں جس میں جدید ٹکنالوجی کے ذریعہ سے علاج ومعالجہ کیا جاتا ہے، مسلمانوں کی کل آبادی تقریباً ۱۲ لاکھ ہے اور آس پاس کے علاقوں کے لئے منگلور کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، گو وہ کرناٹک ریاست کا حصہ ہے؛ لیکن کیرالا سے متصل ہے، اس لئے تہذیب وتمدن پر کیرالا کے اثرات نمایاں ہیں، مدرسہ کے تعلق سے ہی لے لیجئے کیرالا میں مولانا کے بجائے استاد کے لفظ کا استعمال ہے، یہاں 'اقرأ عربک اسکول' میں طلبہ کی زبان سے یہ لفظ سن کر ایسا محسوس ہوا کہ ہم کرناٹک میں نہیں کیرالا میں ہیں۔

منگلور میں 'اقرأ عربک اسکول' میں جدید ٹکنالوجی کے ساتھ دینی تعلیمی کلاسز کا افتتاحی پروگرام حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ کے زیر صدارت ہوا، آن لائن تعلیم کا طریقہ جو اب دنیا میں رائج ہے، وہ سلیٹ تیار کی گئی ہے، اس کے ذریعہ تعلیم یہاں دی جاسکے گی۔

اس ادارے کی خوبی یہ ہے کہ پانچ وقت کی تعلیم کا انتظام ہے اور کالج اسکول کے طلبہ بھی اپنا وقت فارغ کرکے تعلیم حاصل کرتے ہیں، یہاں تعلیم حاصل کرنے کے لئے اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ کے بچے اور بڑے بڑے اہل ثروت کے بچے بھی آتے ہیں اور ان کے گھر والے اپنی اپنی گاڑیوں سے اپنے بچوں کو تعلیم کے لئے یہاں چھوڑ کر جاتے ہیں۔

قرآن مجید کی آیات کریمہ سے اس پروگرام کا

افتتاح کیا گیا، حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ نے فرمایا:

دوستو اور عزیزو! قرآن مجید کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے یہ ٹکنالوجی جو اختیار کی جارہی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کی قدر ہے، جو نئی نئی چیزیں سائنس کے ذریعہ سامنے آرہی ہیں اس میں یہ ٹکنالوجی بھی ہے، اللہ تعالیٰ کا ہر کام ایک مقصد کے مطابق ہے یوں ہی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ بندہ کو آزماتا ہے، اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو زندگی دی کہ اس کو یاد کرے، صبر وشکر دو چیزیں ہیں، صبر برداشت کرنے کو کہتے ہیں نہ کہ شکوہ کرے اور واویلا مچائے۔

قرآن مجید میں دسیوں جگہ قرآن مجید کی عظمت واہمیت کا تذکرہ ہے، اپنی زبان سے کلام اللہ کو ادا کرنا یہ عبادت ہے اور اللہ کا وعدہ ہے کہ اس کلام کی وہ خود حفاظت فرمائے گا اور اللہ دنیا میں اسباب کو اختیار کراتا ہے، اپنے بندوں میں ہی سے لوگوں کو کھڑا کرتا ہے کہ وہ قرآن مجید کی حفاظت کریں، ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کررہی ہے: ﴿وَمَا مِنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ﴾ لیکن یہ اضطراری ہے اختیاری نہیں ہے، جن وانس کے لئے اختیار رکھا ہے، یہ ٹکنالوجی بھی حفاظت کا ایک ذریعہ ہے، اس جذبہ سے جو اس کام میں حصہ لے گا اور اس ٹکنالوجی کو اختیار کرے گا وہ بھی قرآن مجید کی حفاظت کرنے والوں میں ہوگا، حفاظت کرنے والا درحقیقت اللہ رب العالمین ہے؛ لیکن ذریعہ اس نے ہمیں بنایا، یہ بہت بڑے شرف اور عزت کی بات ہے۔

اس کوشش پر میں مبارک باد پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں گے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے"۔

بچوں سے ایک دوسرے پروگرام میں بھی حضرت نے خطاب فرمایا، خطاب سے قبل مولانا عبدالباری ندوی مہتمم جامعہ اسلامیہ بھٹکل نے تمہیدی کلمات میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی اور مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی کا تذکرہ کرتے ہوئے بچوں سے کہا کہ آپ بڑے ہوکر فخر کریں گے کہ ہم نے ان دونوں بزرگوں کو دیکھا اور سنا تھا، یہ حضرات جو فرمائیں اس کو ذہن میں محفوظ کرلینا اور پھر اس پر عمل کرنا۔

بچوں سے خطاب کرتے ہوئے حضرت والا نے فرمایا کہ:

"بچوں میں اکثریت ان بچوں کی ہے جو بیری زبان جانتے ہیں اور اردو سے ناواقف ہیں؛ لیکن ان کو اردو سکھانے کی مشق کرائی گئی چنانچہ وہ اردو پڑھنے اور لکھنے لگے، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

عزیزو! تمہارے لئے یہ بڑی نعمت اور انعام کی بات ہے کہ تم اس اسکول میں آئے اور تم اللہ تعالیٰ کا کلام پڑھنا سیکھ رہے ہو، اللہ تعالیٰ جس نے آسمان بنایا اور زمین بنائی اور اللہ تعالیٰ نے ہمارا کھانا پانی سب زمین میں رکھا اور جو کچھ ہم پہنتے ہیں سب زمین میں اللہ تعالیٰ نے رکھ دیا اور ہم کو اس کا علم دیا کہ ہم اس کو زمین سے نکالیں اور کام میں لانے کے لائق بنائیں، اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دیا، اس لئے ہم کو اللہ تعالیٰ سے محبت کرنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنا چاہئے۔ مسلمان کون ہے؟ مسلمان وہ ہے جو اللہ کو اور اللہ کے رسول کو مانتا ہے اور قرآن مجید کو مانتا ہے یہ بات اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بتائی کہ رب العالمین کون ہے؟ بتایا اللہ رب العالمین ہے، تم پڑھو گے لکھو گے تو اس قابل بنو گے کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چل سکو اور سچے مسلمان بن سکو، ہمیں یہاں آکر اور تم سے مل کر بڑی خوشی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ تمہیں خوش رکھے اور تم کو بڑا اور کامیاب بنائے اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ جو کوششیں ہورہی ہیں ان کو قبول فرمائے اور کام کرنے والوں پر اپنا فضل فرمائے"۔

اس موقع پر 'اقرأ عربک اسکول' منگلور کا مطبوعہ اردو عربی قاعدہ، نورانی قاعدہ کا رسم اجرا بھی ہوا، یہ وہ قاعدہ ہے جس کو شروع میں پڑھنے سے بچہ کے اندر اچھی تعلیمی لیاقت پیدا ہوتی ہے اور قرآن مجید کا اچھا تلفظ حاصل ہوجاتا ہے، اس نورانی قاعدہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اردو تنبیہات کے ساتھ انگریزی تنبیہات کا بھی اضافہ کیا گیا ہے اور اس پر مولانا محمد ایوب ندوی بھٹکلی نے نظر ثانی کی ہے، اس کے مصنف مولانا نور محمد مرحوم حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری کے متعلقین میں تھے اور ان کی سرپرستی وہدایت پر انہوں نے اولاً ان مکاتب قرآنیہ کے لئے ترتیب دیا تھا جو پنجاب کے علاقہ میں ان کے قائم کردہ تھے۔

معلموں کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ معلم (Teacher) کی حیثیت طالبعلم کے سامنے سب سے زیادہ اہم ہوتی ہے، وہ ماڈل ہوتا ہے، طالبعلم اس کی ہر ادا کو سب سے زیادہ قابل تقلید سمجھتا ہے خاص طور سے چھوٹے بچے وہ تو بس اپنے استاد کو دیکھتے ہیں، اس لئے سب سے زیادہ ذمہ داری استاد کی ہوتی ہے۔

علم کی قدر وقیمت دنیاداروں کے یہاں بھی بہت زیادہ ہے، اس کی ایک مثال ہمارے سامنے آکسفورڈ یونیورسٹی میں پیش آئی جب دو مسئلے آکسفورڈ مجلس منتظمہ کے سامنے تھے، ایک برطانیہ کی وزیر اعظم مارگریٹ تھیچر کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری دینے کا، دوسرا اسلامک سنٹر کی منظوری کا، اسلامک سنٹر کو منظوری دے دی گئی اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری تفویض کیا جانا نامنظور ہو کہ ان کی سیاسی حیثیت تو بلند ہے؛ لیکن علمی حیثیت ایسی نہیں ہے کہ ڈاکٹریٹ کی ڈگری ملے۔

علم کی بھی قسمیں ہیں اور اس کے حصول کے مقاصد ہوتے ہیں، ہمارا مقصد تعلیم دینے کا یہ ہونا چاہئے کہ نئی نسل کے اندر ایمان پر، اپنے مذہب اسلام پر یہ اعتماد پیدا ہو کہ زندگی کے تمام مسائل میں وہی ہماری رہنمائی کرسکتا ہے، اس وقت ہندوستان کے حالات عجیب وغریب ہیں، اسپین کی طرح یہاں اگر نئی نسل کو تیار نہیں کیا گیا تو یہ نسل انہی میں گھل مل جائے گی، اسپین میں تحقیق کریں کتنے غیر مسلموں کے بارے میں یہ معلوم ہوگا کہ ان کے باپ دادا مسلمان تھے۔

شہر کے دانشور طبقہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد!

دوستو، بھائیو، ساتھیو! میرے لئے خوشی کی بات ہے کہ یہاں ملاقات ہورہی ہے، یہ مسلمان آپس میں سب بھائی بھائی ہیں، یہ اسلامی اخوت ہے، اسلامی بھائی چارہ ہے، مسلمان جب مسلمان سے ملتا ہے تو دین کی نسبت سے ملتا ہے، اسلام کی نسبت سے ملتا ہے، صحابہ کرامؓ آپس میں اس جذبہ سے ایک دوسرے سے اللہ تعالیٰ کے لئے ملتے تھے اور ایک دوسرے کے تجربہ سے فائدہ اٹھاتے تھے، جب تک مسلمان اس طریقہ پر رہے وہ دنیا پر غالب رہے۔

بعض وقت آدمی کو سب کچھ حاصل ہوتا ہے؛ لیکن دل کا سکون نہیں ملتا، سابق لیوپولڈ ویس محمد اسد نے اپنا واقعہ لکھا کہ ہم سفر میں تھے، کوئی ساتھ نہیں، دیکھا سب گم سم ہیں، بے چین ہیں، سب کچھ حاصل ہے؛ لیکن سب پریشان، میں گھر گیا قرآن شریف اٹھایا، سورۃ ﴿الھٰکم التکاثر﴾ پر نظر پڑی، بس اس کا سبب معلوم ہوگیا مادیت اور ڈالر مرض ہے، اس حرص وہوس میں کہ زیادہ سے زیادہ مال ومتاع مل جائے، سب اسی میں مبتلا ہیں کہ زیادہ سے زیادہ سامان اور زیادہ سے زیادہ حیثیت اور مقام مل جائے؛ لیکن اس کی فکر نہیں کہ دل کا اطمینان مل جائے، دل کا اطمینان اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنے سے ملے گا، جگر مرادآبادی نے خوب کہا ہے ؎

جھوٹی ہے ہر مسرت روح اگر تسکین نہ پائے

دل کی مسرت حاصل کرنے کی ضرورت ہے، اس کی طرف توجہ کی جائے، اور اسی سے روح کو تسکین ملتی ہے، اللہ کے نام سے، اللہ کے لئے اپنی عاقبت کی فکر پر توجہ کرنے سے دل کو راحت ملتی ہے۔

دوسری بات یہ عرض کرنی ہے کہ مسلمان قوم آج کی پیدا شدہ قوم نہیں ہے، ۱۴سو سال گزر چکے ہیں، تقریباً پانچ سو سال تک دنیا کی سب سے ترقی یافتہ قوم رہی ہے اور یہ وہ زمانہ تھا جب یورپ تاریکی میں تھا، اسی لئے یورپ اس عہد کو 'ڈارک ایج' (تاریک دور) کہتا ہے، ہمارا وہ زریں اور سنہرا عہد تھا، ہم وہ قوم نہیں جو یوں ہی پودہ نکل آتا ہے، ہماری ایک تاریخ ہے اور روشن وتابناک تاریخ ہے، روحانی تاریخ جو صحابہ اور تابعین کے دور میں اوج کمال کو پہونچی ہوئی تھی، پھر علمی تاریخ جو پانچ چھ سو سال تک بڑی شان دار رہی، آج یہ بات کیوں حاصل نہیں، ہم کو محاسبہ کرنا چاہئے، بات اقلیت اور اکثریت کی کہی جاتی ہے، ہم تو ہمیشہ اقلیت میں رہے؛ لیکن اقلیت میں ہوتے ہوئے کیا کیا کارہائے نمایاں انجام دئے، عبقری لوگ اقلیت میں ہوتے ہیں، وہ سب کو چلاتے ہیں، یہودی پوری دنیا میں ۱ کروڑ ہیں جبکہ مسلمان ایک ارب سے اوپر ہیں، یہودیوں کا امریکہ میں قبضہ ہے اور اس کے ذریعہ دنیا میں قبضہ ہے، خود امریکہ میں یہودیوں سے تعداد میں زیادہ مسلمان ہیں۔ یاد رکھئے! اقلیت کو بہ نسبت اکثریت کے زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے، ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ہم کو یہ مطالبے نہیں کرنے چاہئیں کہ ہماری تعداد اتنی ہے اور ہم کو یہ حق ملے، ہم وہ صلاحیت پیدا کریں کہ ہم کو مطالبہ نہ کرنا پڑے، ہم کو اپنی صلاحیت سے سب کچھ ملے۔

امت محمدی ایک نگراں ورہبر اور اتالیق امت ہے، دوسروں کی محتاج امت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہم کو دین کی جو دولت عطا فرمائی ہے، اس کے ذریعہ ہم کو قائدانہ کردار ادا کرنا چاہئے اور دوسروں کو گمراہی وتاریکی سے نکال کر روشنی اور ہدایت کی طرف لانا چاہئے۔

دل کی فکر بھی بہت ضروری ہے، مادی ترقی جانوروں کے لئے کافی ہے، انسانوں کے لئے کافی نہیں، دل خوش ہے سب چیز اچھی ہے، دل بے چین سب بے کار، اور دل کو خوشی اور اطمینان حاصل ہوتا ہے اللہ کی یاد سے، اس کے نام سے، ﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾۔ ہم کو اپنی تاریخ دوہرانا چاہئے تاکہ ہم نگراں امت اور اتالیق امت بن سکیں۔

آپ حضرات بڑے شہر کے رہنے والے ہیں، آپ دونوں باتوں کا خیال کریں گے تو دوسرے بڑے شہروں کے لوگوں کی آپ رہنمائی کرسکیں گے، ہم آپ سے یہی کہیں گے کہ محنت ولیاقت کو اختیار کریں۔ اور دوسری چیز دل کی فکر کریں اور اس کو اللہ تعالیٰ کے نام سے جوڑیں۔

اس سے دل کا سکون اور جسم کی راحت دونوں حاصل ہوگی۔

حضرت مولانا مدظلہ کی تقریر کا ملیالم زبان میں ترجمہ مولوی محمد نعمان ندوی بھٹکلی نے کیا جو کیرالا میں رہنے کی وجہ سے اس زبان سے بخوبی واقف ہیں اور منگلور کیرالا سے متصل ہے اس لیے یہاں ملیالم کا رواج ہے۔

اس نشست میں مشہور معالج ڈاکٹر حبیب الرحمٰن صاحب، 'اقرأ عربک اسکول' کے چیئرمین سید محمد بیری صاحب اور شہر منگلور کی مقتدر شخصیات موجود تھیں، مولوی محمد سالم خلیفہ ندوی نے نظامت کے فرائض انجام دئے اور آخر میں حضرت کی دعا پر جلسہ اختتام کو پہونچا۔

منگلور سے ممبئی کے لیے حضرت مولانا اور ہم سب لوگ روانہ ہوئے جہاں ایک روز قیام کرکے اگلے روز لکھنؤ واپسی ہوئی۔

☆☆☆☆☆

Complet Family Footwear
Royal
King
Footcare
RED CHIF, WOODLAND, SPARX
Tel. : 0522-3067961
Mobile : 9935719012
Akbari Gate
Plaza, Sec-1, L.D.A. Colony, Aashiana,
Near Vishal Mega Mart, Lko.
H.I.G.-3, Sector-A, Ram Ram Bank, Aliganj
B-5, Basement, Arif Chamber-1 Aliganj
Arif Chamber-1, Kapoorthala Aliganj

پروپرائٹر: ولی اللہ
ولی اللہ جویلرس
WALIULLAH
Jewellers
ALL KINDS OF GOLD, SILVER & DIAMOND JEWELLERY
Mob. 9415090544, 9936672278
Phone : 0522-2627446 (S)
e-mail : waliullahjewellers@gmail.com
Jutey Wali Gali, Aminabad, Lucknow

CAFE FIRDOS
فردوس کیفے
Partly Air Condition
MOGHALAI & CHINESE FOOD
Tel.: 23424781 - 23459921
145, Sarang Street, Crawford Market, Mumbai-400003

ممبئی کے قارئین کی خدمت میں
ALAUDDIN TEA
44, Haji Building S.V. Patel Road
Null Bazar, Mumbai-400003
Tele Add Cupkettle
Ph: 23460220-23468708

MAQBOOL JEWELLERS
مقبول جویلرس
Shop No. S-13 Gole Market, Mahanagar Lucknow
Ph: 0522-4000130 (S) - 4001130

0522-2618629
09415028247
09919091462
Sahara
FOOTWEAR
wholesale
35, Amethi House, Near Post Office, Aminabad, Lucknow-18

ریڈی میڈ مردانہ ملبوسات کا قابل اعتماد مرکز
اعلی کوالٹی، جدید ترین فیشن کے ساتھ
Shirt, Trousers, Coats, Embroidered Sherwanis, Pullovers,
Jackets, Kurta-Suits, Night Suits, Gown & Ties
menmark
Men's Exclusive
MFG, Wholesale, Export & Retail
58, Halwasia Market, Hazratganj, Lucknow-226001

NADWATUL-ULAMA
PO. BOX 93, TAGORE MARG, LUCKNOW
226007 U. P. (INDIA)
Phone : 0522-2741231

ندوۃ العلماء
پوسٹ باکس ۹۳، ٹیگور مارگ، لکھنؤ
۲۲۶۰۰۷ یوپی (ہند)
فون نمبر : ۰۵۲۲-۲۷۴۱۲۳۱

Date ________

باسمہ تعالی

تاریخ ________

اہل خیر حضرات سے اپیل

اللہ تعالی کا شکر ہے کہ دار العلوم ندوۃ العلماء، حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی ناظم ندوۃ العلماء کی سرپرستی میں اپنی علمی ودینی خدمت میں مصروف ہے، طالبان علوم دین کی کثرت کی وجہ سے دار العلوم میں طلباء کی رہائش کا بڑا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے، جس کی وجہ سے سال گزشتہ داخلے محدود کرنے پڑے اور جدید طلباء کی ایک بڑی تعداد مایوس ہو کر واپس ہو گئی، اس صورت حال کو دیکھ کر مجلس انتظامیہ ندوۃ العلماء نے جدید دار الاقامہ تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اللہ تعالی کی مدد کے بھروسہ پر یہ تعمیر شروع کرادی گئی ہے۔

اس جدید دار الاقامہ میں جو تین منزلہ ہوگی ساٹھ کمرے اور تین ہال ہوں گے تاکہ طلباء کی رہائش کے ساتھ دیگر تعلیمی مصروفیات کی تکمیل ہو سکے۔

اس تعمیر پر مبلغ -/2,35,00000 (دو کروڑ ۳۵ لاکھ) روپے اور ایک کمرہ پر تقریبا چار لاکھ روپئے کے خرچ کا تخمینہ ہے جو انشاء اللہ اہل خیر حضرات کے تعاون سے پورا ہوگا، ہم امید کرتے ہیں کہ آپ اس اہم ضرورت کی طرف فوری توجہ فرمائیں گے اور ندوۃ العلماء کے کارکنوں کا ہاتھ بٹائیں گے تاکہ طلباء علم دین دلجمعی کے ساتھ حاصل کر سکیں، ہمیں اللہ تعالی کی ذات پر پورا بھروسہ ہے کہ اس کی مدد سے یہ اہم کام تکمیل کو پہنچے گا،

وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

(مولانا مفتی) محمد ظہور ندوی	(مولانا) محمد واضح رشید ندوی	(پروفیسر) اطہر حسین خالدی	(مولانا) سعید الرحمن اعظمی ندوی	(مولانا) محمد حمزہ حسنی ندوی
نائب ناظم ندوۃ العلماء	معتمد تعلیم ندوۃ العلماء	معتمد مال ندوۃ العلماء	مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء	ناظر عام ندوۃ العلماء

نوٹ: چک/ڈرافٹ پر صرف یہ لکھیں: **NADWATUL ULAMA**

A/C NO. 10863759733 (State Bank of India Main Branch, Lucknow.)

اور اس پتہ پر ارسال کریں:

NAZIM NADWATUL ULAMA,
P.O. BOX NO. 93, TAGORE MARG,
LUCKNOW - 226007 (U.P.)

Phone : (91-522) 2741231, 2741316, 2740151, Fax : 2741221
E-mail address : nadwa@sancharnet.in/ website : www.nadwatululam.org.